کونین کی دولت

مصنفہ

بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی

و

تنظیم زہرا نقوی کنیزؔ اکبرپوری

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ،

چوک، لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۰۳ (ہندوستان)

سلسلۂ اشاعت نور ہدایت فاؤنڈیشن ۔ ۲۴

نام کتاب	:	کونین کی دولت
مصنفہ	:	بنت زہرا نقوی ندی آالہندی و تنظیم زہرا نقوی کنیز آ اکبر پوری
ناشر	:	نورِ ہدایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ
کمپوزنگ	:	آئیڈیل کمپیوٹرس پوائنٹ، لکھنؤ (9935025599)
سرورق	:	ایڈ ورٹائزرس انڈیا، گولہ گنج لکھنؤ
سنہ اشاعت	:	جمادی الاول ۱۴۳۲ھ/ اپریل ۲۰۱۱ء
تعداد	:	ایک ہزار
مطبع	:	ایڈ ورٹائزرس انڈیا، گولہ گنج لکھنؤ
ہدیہ	:	۲۰/روپئے

ملنے کے پتے

۱۔ نورِ ہدایت فاؤنڈیشن امام باڑہ غفران مآبؒ، چوک، لکھنؤ-۳ (یو۔ پی۔)

فون: 0522-2252230 موبائل: 9335996808 — 9335276180

ای میل e-mail: noorehidayat@gmail.com & yahoo.com

۲۔ لائق رضا نقوی، حسینیۂ وقف فدا محمد، محلہ سیدانہ، قصبہ جائس، ضلع رائے بریلی (یو۔ پی۔)

۳۔ حاجی قدیر حسن، موضع قصپورہ، پوسٹ جج پورہ، اکبر پور، ضلع امبیڈکر نگر (یو۔ پی۔)

فہرستِ کتابِ منقبت

عرض نور

دیکھئے 'نورہدایت' کو جواد آثار میں
لیجئے 'کونین کی دولت' حسیں اظہار میں

پیش کش چوبیسویں یہ سر بہ سر منظوم ہے مدح آل مصطفیٰ کس ناز سے مرقوم ہے
منقبت اپنا شرف اپنی یہی تہذیب ہے عصمت لفظ و بیاں کی با صفا تذہیب ہے
دیکھئے یوں بنت زہرا کا ندیٓ الہندی شعار دو کنیزان خدا کی پاکیزگی کی بہار
دیکھئے تنظیم لفظی کی یہ تازہ بازگشت دیکھئے تقریب عمرانی کی زندہ بازگشت
دیکھئے اس میں شبیہ ناز کی خوشبو بھی ہے دیکھئے سفیان کے ہاتھوں کا ای-جادو بھی ہے

دیکھئے وجہ حسن اس میں جمال آگہی
آپ کے ذوق نظر کو ہے یہ نذر خاص بھی

پہلے سے جاری ہماری خدمتیں ہوں گی بھی یاد خاص نمبر وہ بنامِ 'خاندان اجتہادؒ'
اور ماہانہ شعاع (با) عمل ہے یادگار جلد دیکھیں گے نقیب روز و واعظ ہفتہ وار

(راقم ایں) مصطفیٰ نقوی اسیفؔ جائسی
(ناظمِ) نورِ ھدایت، لکھنؤ (شہر جلی)

تنظیم حق ندیٰ

جہاں میں دھوم مچائے ہے اپنی اردو زباں
'اودھ' کی بولی نے اس کو کیا ہے زیب زماں
اودھ نے پال کر اس کو کیا جوانِ لساں
اودھ کی شان سے ہے اس کا اقتدار عیاں
اودھ کے ناز نے اس میں بھرے نیازِ جہاں
اودھ کے ساز نے اس کو کیا سرودِ اماں
جو گنگا جمنی ثقافت کو اس نے خاص کیا
زمانے بھر کی زبانوں میں اختصاص کیا

یہ اختصاص نفاست بھی ہے، شرافت بھی
یہ اختصاص فصاحت بھی ہے، بلاغت بھی
اس اختصاص نے ہی حسن کا خیال کیا
'غزل' میں ڈھال دی تخئیل کی نزاکت بھی
سخن کو دبدبہ بخشا، وہ اقتدار دیا
دی یوں 'قصیدہ' کو لفظ و بیاں کی شوکت بھی
'طلسمِ ہوشربا' کرکے بزم ناز میں بھی
'خدا نہ جھوٹ بلائے' بھری وہ عزت بھی
فضائے 'مثنوی' 'سحرالبیان' ہی کردی
کھنچی نسیم پرستاں سے لطف و راحت بھی
عطا کی 'مرثیہ' کو ہیئتِ عروضی نئی
پھر اس کو بخش دی احساس کی حکومت بھی
نوازا منقبت و نعت سے قصیدہ کو
دلائی ایسے دو عالم کی اک سعادت بھی
زباں کو پھبتی کے چھینٹوں سے چٹپٹی کردی
ضلع جگت سے دی کچھ خاص ہی حلاوت بھی
قسم زباں کی! ہے اب تک اودھ کا فیض آباد
رہے گا گومتی سرجو کا پاک سنگم یاد

زباں کی حسن نوازی ہوا بندھا کے رہی حریمِ ناز سے بھی فن کے گیت گا کے رہی
کہ نازِ نطق بھی لمسِ جمال تک پہنچا سخنوری کی تمنا نیاز لا کے رہی
عجیب پردۂ عفت کے ساز میں ڈھل کے زباں کی نغمہ سرائی فراز پا کے رہی
ندائے نازِ رسا پہنچی باب عصمت تک
نشاطِ صورِ عقیدہ بنی روایت تک

اودھ تو ایسی روایت سے خوش مآل ہوا وہ ہوگا جذب ولی سا جو یہ کمال ہوا
رئیس ناز یہ خطہ بنا بفضل قدیر علو و عظمت مقصودہ سے نہال ہوا
عقیدہ ناظر احساس بن گیا ایسا کہ ایک عالم ذیشان خوش خیال ہوا
خطاب عاصی بھی مجدآشنائے توبہ ہوا زباں کا صائمؔ انداز امتثال ہوا
کنیز و ملکہ رضا جوئے حق ہوئی اس سے سوادِ خیمۂ جاں فرحِ قیل و قال ہوا
سبوئے قاضی پُر اسرار جائے عیش ہوا خمارِ علم و حکم اوجِ لازوال ہوا
رنگے زمان و مکاں ایسے اس روایت میں
صدوقِ حرف و معانی بسا حکایت میں

اسی روایت جاں بخش سے کھلا بھی یہ باب کتاب **دولت کونین** میں رچا ہے صواب
اسی میں اک نئی تنظیم حق ندیٰ بھی ملی جو دو کنیز خدا کا ہے جذبِ فیض مآب
اٹھائیں اہل نظر اس سے فیض بھی یکسر ادب کی رہ سے مودت بنی نصیبِ کتاب
دعا ہے قدر بھی پا جائے '**دولتِ کونین**'
ملے گی 'نورِ ہدایت' سے 'دولتِ کونین'

۲ ۳ ۴ ۱ ھ

تاریخِ اشاعت

بنی ہے حرف شماری میں دولت کونین
ملی ہے مدح شعاری میں دولت کونین
رپٹ مشاہدۂ وقت نے لکھائی یہی
یہ دیکھی نظم نگاری میں دولت کونین

ا ا ۰ ۲ ء

نشان خامۂ تقصیر م۔ ر۔ عابد

قلم کا اب بھی بڑا نام ہے زمانے میں
یہ بے نظیر ہے قدرت کے کارخانے میں

ندیؔ الہندی

خلاصۂ سفرِ زندگی

پڑھئے تلخیص کتاب زندگی
ہاں قلم! ہو، فتحِ بابِ زندگی
بنت زہرا فدویہ کا نام ہے
لکھنا پڑھنا بچپنے سے کام ہے
ماں کنیزِ فاطمہ اور نامِ اب
ہے قدیر اور پھر حسن یہ جانیں سب
پاک طینت دونوں، دونوں با وفا
ایک حاجی اور اک ہیں زائرہ
نزد فیض آباد اکبرپور ہے
جس کے کچھ آگے سکندر پور ہے
قصپورہ میرا وطن ہے اس کے پاس
اور وہیں ہے ججپورہ بھی خوش اساس
اک ہے دادیہال اور اک نانیہال
دونوں سے مجھ کو ہے الفت بھی کمال
قصپورہ میں میری پیدائش ہوئی
سن بیاسی، بیسویں تھی وہ صدی
جنوری کی دوسری تاریخ تھی
جب مری نشو و نما جاری ہوئی
تربیت ماں باپ نے کی ہے مری
پھر بڑی بہنوں کی چاہت بھی ملی
دو برس کی تھی کہ اک اچھی بہن
گود سے ماں کی ملی پیاری بہن
جس کا کہ تنظیم زہرا نام ہے
جس کو بس علم و عمل سے کام ہے
ہے کنیزؔ اس کا تخلص بہر شعر
جوں ندیؔ اپنا تخلص بہر شعر
نام دونوں کا لکھا مکتب میں ساتھ
جو پڑھا جتنا پڑھا مکتب میں ساتھ
ایک جاں دو جسم بن کر ہم رہے
اک صفت دو اسم بن کر ہم رہے
الغرض چھوٹا وطن بہر علوم
مل گیا جو تھا چمن بہر علوم
یعنی دونوں لکھنؤ تک آ گئے
جستجو میں دونوں جوؔ تک آ گئے
لکھنؤ وہ جس کا ماضی علم تھا
نام جس کے سائے کا ایک سلم تھا

جس جگہ پر سوتے ہیں غفراں مآبؒ
اک جہاں جن سے ہوا ہے فیضیاب

جن سے ہے بنیاد درس اجتہاد
لکھنؤ جس سے ہوا قلب البلاد

علم میں یوں ضم ہوا پھر لکھنؤ
مرجعِ عالم ہوا پھر لکھنؤ

جن کے بیٹے اعلمِ عالم ہوئے
اور پوتے اکرمِ عالم ہوئے

موردِ تائید نسلیں ہو گئیں
مرجعِ تقلید نسلیں ہو گئیں

جو مساجد تھے وہ سب تھے مدرسہ
اور عزاخانے بھی سارے مدرسہ

ہر طرف علم و عمل کی دھوم تھی
بات نامعلوم سب معلوم تھی

بیٹیوں اور پوتیوں نے جن کی ہاں
مدرسہ اک کردیا جاری یہاں

عالمِ نسواں میں آیا انقلاب
عورتیں ہونے لگیں سب فیضیاب

پیچھے مردوں کے یہ ہمت ہوگئی
عورتوں کی بھی جماعت ہوگئی

مرکزِ صد علم و دولت ہوگیا
لکھنؤ خود ایک جنت ہوگیا

کُل ہنر کے ماہروں کا ازدحام
ہر زباں کے شاعروں کا ازدحام

ساتھ ہی شرعی حکومت کا قیام
عالموں کے ہاتھ میں کُل انتظام

کیا اودھ میں ہو گئے عالم بڑے
دست بستہ تھے وزیر و شہ کھڑے

اب تو یاں دربار ہی ہے مدرسہ
کُل کی کُل سرکار ہی ہے مدرسہ

اب تو احکام خدا کا ہے صدور
صدر، عالم اور وہی صدرالصدور

کس طرف حکم خدا جاری نہ تھا
یاں تو ایک عالم بھی درباری نہ تھا

سب کو یاں علم و عمل سے پیار تھا
خدمتِ عالم میں خود دربار تھا

آصفی ہے جو حسینیہ یہاں
حوزۂ علمیہ تھا وہ بے گماں

مَدرَسہ سلطانی جس کا نام تھا
علم ہی کا جس جگہ بس کام تھا

تھے مدرس جس کے عالم اور وزیر
ہاں مگر ہوتے تھے سب زیبِ حصیر

حکمتوں کا شہر تھا وہ مدرسہ رفعتوں کا شہر تھا وہ مدرسہ
ہند پر احسان اس کا اب بھی ہے سب کو اک عرفان اس کا اب بھی ہے
اس کو انگریزوں نے کر ڈالا تباہ تذکرے پر جس کے دل کرتا ہے آہ
آغا ابّو نے پھر احیاء جو کیا آج اس کو کہتے ہیں سلطانیہ
مدرسہ (۱)ایمانیہ، (۲)اسلامیہ بہر طلاب ہوگئی جن کی بنا
ایک جسٹس کی عدالت دیکھئے ایک عالم کی کرامت دیکھئے
مدرسہ کالج نما اک کھل گیا بہر زن دانشکدہ اک کھل گیا
دنیوی اور دینی ہر تعلیم سے لڑکیوں کو ہو رہے تھے فائدے
ناظمیہ کا بھی اجرا ہوگیا اور بھی ماحول اچھا ہوگیا
مثل سلطانیہ یاں سے بھی چلے طالبان علم کے کچھ قافلے
ہاں انہیں میں چند ایسے بھی تو تھے جو ہوئے بنیادگر تنظیم کے
یعنی تنظیم المکاتب ہے وہ نام جانتے ہیں جس کو سارے خاص و عام
ہاں مکاتب کے علاوہ جامعہ بہر طلاب اس نے قائم کردیا
کچھ برس کے بعد بہر طالبات زہرا کالونی میں اے عالی صفات
جامعہ تنظیم کا کھل ہی گیا ایک گھر تعلیم کا کھل ہی گیا
داخلہ جس میں ہوا ہم دونوں کا جہل پھر ہونے لگا کم دونوں کا
یاں سے فارغ ہو کے قم دونوں گئے علم کے ماحول میں جس میں رہے
حوزۂ بنت الہدیٰ میں ہوگیا بہر تعلیمات فوراً داخلہ
محنتیں تحصیل میں ہونے لگیں علم کی تعمیل میں ہونے لگیں
ایک دورہ علم کا پورا ہوا بعد جس کے ہند کا دورہ ہوا
جامعہ سے پھر ہوئی وابستگی اب ہوئی تدریس فرض منصبی

دو برس تدریس کے پورے ہوئے — ساتھ تھے لکھنے کے جاری سلسلے
کچھ اثر تھے خوبیٔ تقدیر کے — رشتہ آیا خود سے میرے واسطے
زیرِ احکامِ خداوند و نبیؐ — مختصر یہ ہے کہ شادی ہوگئی
وہ کہ جو سسرال مجھ بائس کا ہے — ایک عالی خانداں جائس کا ہے
وہ حکیموں، عالموں کا خانداں — شاعروں کا ذاکروں کا خانداں
مرثیہ خواں، نوحہ خواں اور سوزخواں — سب تھے ماتمدارِ شاہِ دو جہاں
خُسر، عاصیؔ یعنی تھے شاعر، سلیس — نامِ نامی جن کا تھا سید رئیس
تھے رضاؔ ابن فصاحتؔ جن کے باپ — مرثیہ گوئے شہادت جن کے باپ
شاعروں اور عالموں کا اے ندیؔ — دور تک اس نسل میں ہے سلسلا
خود مرے شوہر ہیں شخصِ نامور — شیعیت پر جن کی ہے اچھی نظر
ہیں ادیب نکتہ سنج و با ہنر — شاعر عالی نظر، والا گہر
نام جن کا مصطفی اور پھر حسین — مسند تحقیق کے ہیں زیب و زین
اور تخلص ہے اسیفؔ جائسی — جس سے ان کی ہر طرف شہرت ہوئی
ایسے وہ خوش بین ہیں اور خوش نہاد — جن کے تصنیفات ہیں بیشک زیاد
بیشتر جن میں ہیں اب تک ناتمام — نامرتب کچھ ہیں کچھ ہیں باتمام
یاد رکھئے ہاں مگر یہ بات بھی — چھپ چکے ہیں چند تالیفات بھی
عالم دیں بھی ہیں اور ذاکر بھی ہیں — نسخہ اندوزی کے اک ماہر بھی ہیں
کچھ ہو اپنے طرز کے بانی ہیں وہ — ہجویہ نظموں میں لاثانی ہیں وہ
جِدّتی ہیں اور وہ جِدّی بھی ہیں — ہاں مگر تھوڑا بہت ضدی بھی ہیں
ہے صفت کچھ واہ کی کچھ آہ کی — یوں تو ہے بے عیب ذات اللہ کی
چند لوگوں کو وہ اپنے واسطے — جان سے دل سے ہیں محسن جانتے

ڈاکٹر سید رضا اور پھر حسین
زندگی میں جن سے ہم سب کو ہے چین

اچھے انساں بھی ہیں اور شاعر بھی ہیں
واقعاً ناثر ہیں اور ناصر بھی ہیں

دوسرے کلبِ جوادِ نامور
قائدِ ملت ہیں جو عالی نظر

جن کی تقریروں کا اور تحریر کا
قوم میں ہوتا ہے ہر سو تذکرہ

ہیں محمد تیسرے قبلاً علی
جو علی گڑھ میں ہیں کرتے زندگی

اک بڑے عالم کے جو فرزند ہیں
خاندان علم کے دلبند ہیں

عالم دیں اور محقق ہیں عظیم
اپنے رب کے ہیں وہ اک عبد کریم

رہنما ہیں مسلک علمی کے وہ
ڈین ہیں اب شعبۂ دینی کے وہ

ہیں رضا عابد وہ چوتھے ذی حشم
مانتے ہیں جن کو بے حد محترم

م ر عابد جنہیں کہتے ہیں سب
علم جن کا خوب ہے عالی ادب

خوب تو بے حد سمجھتے ہیں انہیں
کعبۂ مقصد سمجھتے ہیں انہیں

اور ایک آباد حسن جائس میں تھے
جن کے کرتے رہتے ہیں وہ تذکرے

محسنِ اوّل ہیں ماموں ان کے ایک
ہے نقی نام ان کا اور بیشک ہیں نیک

شخصیت کے وہ بھی معماروں میں ہیں
یعنی تعلیمی مددگاروں میں ہیں

اور بہرائچ میں بھی ہیں دو ولی
اک مطہّر دوسرے ہیں عسکری

دونوں کے فیضان کے ہیں معترف
دونوں کے احسان کے ہیں معترف

ہاں وہیں پر ایک تھے اختر حسین
جن سے ان کو تھا میسر خوب چین

ایک محبوب و محب لائق بھی ہے
بھائی وہ لائق بھی ہے فائق بھی ہے

تھوڑے سے ہیں دوست اور شاگرد بھی
جن میں کچھ ہیں دور کچھ ہیں گرد بھی

خاص ہیں تہذیب ان میں اور سعید
اپنی اپنی جا پہ ہیں دونوں حمید

سب ہی کے وہ ہیں محب، محبوب بھی
سب ہی کے طالب بھی ہیں مطلوب بھی

ذکر ان کا جنگ ہے ایجاز سے
ان کی نظروں میں ہیں سب ممتاز سے
اک ادارہ لکھنؤ میں آج ہے
علم و فن کا جس میں ہر دم راج ہے
کہتے ہیں نورہدایت جس کو سب
جس کے قائل ہوگئے اہلِ ادب
جس کے بانی ہیں جوادِ ذی وقار
ہیں جو عالی مرتبت، والا تبار
کارکن جس کے سبھی ماجد ہوئے
جس کے ناظر م۔ ر۔ عابد ہوئے
ہیں اسیفؔ ایسے ادارہ کے دبیر
اور رسالے، پرچے کے بھی ہیں مدیر
ہم ہنر ہم اپنے شوہر کے ہیں آج
جوہری ہم ایسے جوہر کے ہیں آج
زندگی خوشحال، خوش آثار ہے
زندگی منجملۂ ازہار ہے
دولتِ کونین یہ میری کتاب
غور سے پڑھئے تو ہے اچھی کتاب
اس میں کچھ میری بہن کا ہے کلام
جو ہے خوشخو، خوش ہنر اور خوش نظام
چند برسوں سے ہے جو ایران میں
یعنی قُم سے مرکز عرفان میں
اعلیٰ تحصیلات میں مشغول ہے
اپنے علم و فکر سے مقبول ہے
زیر تعلیم اس کے شوہر بھی ہیں واں
جو ادب اور علم میں ہیں کامراں
جن کا کہ ذیشان حیدر نام ہے
ان کو بھی علم و عمل سے کام ہے
ہے پسر جن کا صدوقِ خوش ادا
چاہتے ہیں جس کو سب حد سے سوا
قبر معصومہ سے قربت سب کو ہے
ذات سے جن کی عقیدت سب کو ہے
بہنیں دو تنظیم سے چھوٹی بھی ہیں
گھر میں وہ سب کے لئے اچھی بھی ہیں
صائمہ ہے ایک اور اک نازیہ
اور بس اب نظم پر ہے مشورہ
حق پرستوں کا ہے اس میں تذکرہ
اور ان کی زندگی پر تبصرہ
کس قدر عالی مرے ممدوح ہیں
دہر کے والی مرے ممدوح ہیں
واقعی محبوب حق یہ لوگ ہیں
بالیقیں مطلوب حق یہ لوگ ہیں

ان کے باعث میں ہوں، میری شاعری
واسطے ان کے ہے یہ دنیا بنی

میرا لکھنا بولنا ہے ان کے نام
میرا موتی رولنا ہے ان کے نام

جو بھی ہے وہ سب ہے ان کے واسطے
رب کے یہ اور رب ہے ان کے واسطے

دو کتابیں نثر میں تیار ہیں
نظم میں دو اور مرے آثار ہیں

ترجمے آمادہ ہیں دو دو عدد
یہ بھی ہے احسان معبودِ صمد

اس میں کیا وہ نظم ہوں یا نثر ہوں
گر خدا چاہے تو وہ بھی نشر ہوں

ہے دعا آخر میں اے ربِّ عباد
میرے شوہر کو ترقی ہو زیاد

فاطمہ کی ہے فریسہ میری جاں
مجدیؔ نقوی میری بچی، خوش زباں

دیدہ و دل کی ہے راحت واقعی
باپ کی ماں کی ہے زینت واقعی

عندلیب خانہ ہے وہ لاڈلی
واقعی فرزانہ ہے وہ لاڈلی

عمر و دولت، علم و حکمت دے اُسے
اے مرے معبود رفعت دے اُسے

جو ضروری تھا وہ سب لکھا گیا
بس ندیؔ، اطناب سے کیا فائدا

حمد خدائے دو جہاں

خلاق جہاں میں بھی تری خلقت ہوں
تیری نگہہ لطف سے باعزت ہوں

تیرا ہی کرم ہے کہ مکرم ہوں میں
ہے رحم ترا یہ کہ بصد شوکت ہوں

ہر صبح و مسا تیرے، پیمبرؐ کے ترے
زیرِ کرم و مرحمت و رحمت ہوں

تیرے ہی نمائندوں کی مدحت کے طفیل
مشہور جہاں، معتبر خلقت ہوں

احمدؐ کی نواسیوں کی، بیٹی کی قسم
پردے ہی میں رہ کر تو میں باعظمت ہوں

اس میں بڑا ثواب ہے

حمد خدا کیا کرو اس میں بڑا ثواب ہے
نعت نبیؐ پڑھا کرو اس میں بڑا ثواب ہے

الفت آل فاطمہؑ اجرِ رسولؐ پاک ہے
اجر نبیؐ ادا کرو اس میں بڑا ثواب ہے

سب سے بڑے رسولؐ ہیں سب سے بڑے امام ہیں
ان کی بہت ثنا کرو اس میں بڑا ثواب ہے

اپنے ہی واسطے دعا کرنے میں کیا بھلائی ہے
سب کے لئے دعا کرو اس میں بڑا ثواب ہے

سچے بنو یہی تو ہے الفت صادقؑ نبیؐ
جھوٹ سے بس بچا کرو اس میں بڑا ثواب ہے

جھوٹوں سے منہ کو موڑ لو سچوں کے ساتھ چل پڑو
سچ ہے کدھر پتا کرو اس میں بڑا ثواب ہے

ملّا ہے حق بیانی سے آج ندیؔ جو منحرف
اس کے لئے دعا کرو اس میں بڑا ثواب ہے

نعتِ نبی کریمؐ

مرے سرکار ہے دنیا کی عزت آپ کے در سے
فلک نے بھیک میں پائی ہے رفعت آپ کے در سے

نہیں ہے بے سبب دنیا کو الفت آپ کے در سے
ہے وابستہ زمانے کی ضرورت آپ کے در سے

مریضان ولائے مرتضیٰؑ بے حد توانا ہیں
عجب انداز سے بٹتی ہے صحت آپ کے در سے

ہمیں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ پر عقیدہ ہے
کنیزوں کو ہے امیدِ شفاعت آپ کے در سے

عدوئے جاں سے بھی ہمدردیاں، کیا خوب سیرت ہے
جہاں لے درسِ معیارِ شرافت آپ کے در سے

جنھیں جانا ہے جنت آئیں وہ سب آپ کے در تک
کہ دیکھا جا رہا ہے بابِ جنت آپ کے در سے

یہی لگتا ہے جیسے دولتِ کونین پائی ہے
بہت ہی خوش ہیں پابندِ محبت آپ کے در سے

ہیں سردارِ جوانانِ جناں جب آپ کے گھر میں
تو پھر بیشک ملے گی سب کو جنت آپ کے در سے

خدا رکّھے درِ جود و کرم ہے آپ ہی کا در
وہ کافر ہے جسے ہوئے شکایت آپ کے در سے

جسے بھی آپ کے در سے محبت ہے وہ زندہ ہے
وہ ہے مردہ جسے بھی ہے عداوت آپ کے در سے

فساد و انتشار وتفرقہ کی نذر تھی دنیا
زمانے کو ملا پیغام وحدت آپ کے در سے

ندیؔ الھندی سوالی ہے تو بیشک آپ کے در کی
اُسے ملتا ہی ہے حسبِ ضرورت آپ کے در سے

نعتِ رسولِ خدا

دیار کرم ہے دیارِ محمدؐ
ہے رشک جناں خود جوارِ محمدؐ

جسے کہتے ہیں رونقِ باغِ عالم
سمجھ لو یہی ہے بہارِ محمدؐ

خدا کی خدائی ہے محتاج ان کی
یہ ہے کم سے کم اختیارِ محمدؐ

کہا رجعتِ شمس و شقِّ قمر نے
جہاں میں ہے بس اقتدارِ محمدؐ

بلندیٔ کردار کی حد نہیں ہے
ہے کافر کو بھی اعتبارِ محمدؐ

ملائک نگاہیں بچھائے ہوئے ہیں
ہے معراج میں انتظارِ محمدؐ

اٹھی گردِ پا اور پہنچی فلک پر
بلند آستاں ہے غبارِ محمدؐ

سواری بنا ہے رسولوں کا آقا
ہیں دونوں نواسے سوارِ محمدؐ

مصیبت میں جو کام آیا نبیؐ کے
اسی کو کہوں گی میں یارِ محمدؐ

ہے سینے میں جس کے علوم پیمبرؐ
اسی کو کہو رازدارِ محمدؐ

جسے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوں پیمبرؐ
وہی ہے یقینا وقارِ محمدؐ

مہارِ زمانہ ہے دست نبیؐ میں
ہے ہاتھوں میں کس کے مہارِ محمدؐ

وہ تاج ولایت نبیؐ نے پنہایا
وہ مولا بنا تاجدارِ محمدؐ

پیمبرؐ لئے ہیں جنہیں زیر چادر
وہی ہیں وہی افتخارِ محمدؐ

وصیِ نبیؐ جو مِنَ اللہ ہوگا
کرے گا وہی شخص کارِ محمدؐ

نبیؐ اپنے ہیں ذمہ دارِ خدائی
خدا اپنا ہے ذمہ دارِ محمدؐ

علیؑ ولی اور حسنینِ عالی
یہی چند تن ہیں قرارِ محمدؐ

جسے کہتے ہیں فاطمہؑ بنت احمدؐ
وہ ہے نازش و افتخارِ محمدؐ

جسے دیکھ کر گل کو آئے پسینہ
وہ ہے گیسوئے مِشک بارِ محمدؐ

پسِ گردِ حزبِ پیمبرؐ ندیٰؔ چل
جناں جا رہا ہے غبارِ محمدؐ

نعتِ رسولِ کریمؐ

کون لا سکتا ہے احمدؐ کی قیادت کا جواب
دو جہاں میں ہے کہاں؟ ان کی رسالت کا جواب

دشمنوں کے ساتھ بھی ہر وقت ہے حسن سلوک
ہے یقینا غیر ممکن اس شرافت کا جواب

قول زریں پر فدا ہونے لگے ہیں جان و دل
کون دے گا اس فصاحت اس بلاغت کا جواب

آسماں تک سرنگوں ہے دیکھ کر رفعت تری
خلق میں ممکن نہیں تیری جلالت کا جواب

سنگ دل کیا پتھروں نے پڑھ لیا کلمہ ترا
بس میں دنیا کے نہیں تیری حکومت کا جواب

ساری دنیا کی نگاہیں آپ پر مرکوز ہیں
کیا کبھی ممکن نہیں ہے ایسی صورت کا جواب؟

دے گئے ہیں دولت قرآن و عترت مصطفیؐ
دونوں عالم میں نہیں ہے ایسی دولت کا جواب

اے کنیزِ صادقؑ آل نبیؐ یثرب کو چل
خلد میں رہنا بھی کب ہے اس سکونت کا جواب

نعتِ نبیٔ عظیمؐ

آنے کو ہیں جہاں میں رسالتمآبؐ آج
ہنسنے پہ بھی ملے گا یقینا ثواب آج

بدلا ہوا ہے رنگ دو عالم کا کس طرح
کھلنے کو ہے جو فضل و کرم کا گلاب آج

محروم و بے نوا کی مرادیں بر آئیں گی
ہوگا سبھی پہ لطف وکرم بے حساب آج

ساواک خشک ہوگیا اور کنگرے گرے
دنیا میں آئے احمدؐ عالی جناب آج

قلب حزیں کے، جسم کے اور روح کے تمام
امراض کا علاج بھی ہوگا شتاب آج

خود شب بھی نغمہ کرتی رہی صبح دم تلک
کس شان سے طلوع ہوا ماہتاب آج

نمرودیت کا خاتمہ کرنے کے واسطے
آیا ہے پھر خلیلِ خدا کا شباب آج

دستِ ستم کو روک لیں آگے نہ ہوں قدم
ہے اہل کفر و شرک سے اپنا خطاب آج

بے غیرتی عیاں ہے جہاں میں ہر ایک سو
انسان کس طرح سے ہوا بے نقاب آج

جو زندگی میں دشمن آل رسولؐ تھے
وا کیوں ہو ان کے واسطے جنت کا باب آج
مصروفِ ذکرِ آلِ محمدؐ ہو گر کنیزؔ
پھر کون دے گا تیرے قلم کا جواب آج

تذکرۂ مباہلہ

دو جواں اک پیر اور دو ساتھ بچے آگئے
اہل نجراں آؤ دیکھو لوگ اچھے آگئے
اس لئے باطل نے خود ہی ہار اپنی مان لی
جتنے سچ میں سچوں میں تھے سب سے سچے آگئے

ہیں نصاریٰ کے مقابل باحشم گنتی کے پانچ
خود کو لے کر آج ہیں شاہ امم گنتی کے پانچ
ان سے بہتر صفحۂ گیتی پہ سچے ہی نہیں
آ گئے میدان میں ہوکر بہم گنتی کے پانچ
کثرتِ اعدا کو عزمِ پنجتنؑ کا ہے پیام
جھوٹ سے لڑنے کو بس کافی ہیں ہم گنتی کے پانچ
جھوٹ تو بِن جنگ اپنی ہار مانے گا ضرور
ہاں مگر ایسے تو ہوں اور کم سے کم گنتی کے پانچ
ہاں یہی سلجھائیں گے اور پھر سنواریں گے یہی
گیسوئے ہستی کے سارے پیچ وخم گنتی کے پانچ
تشنگی ممکن کہاں ہے اور اِن حالات میں
رہتے ہوں جب ساتھ ہی بحرِ کرم گنتی کے پانچ
آیۂ تطہیر کی تاریخ پڑھ کر دیکھئے
ہیں نگاہِ حق میں کتنے محترم گنتی کے پانچ
اے ندیؔ! لو آ گئے مرقد میں اصحاب کسا
یوں بھی رکھتے ہیں عقیدت کا بھرم گنتی کے پانچ

وہ مسیحیوں سے مباہلہ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہمیں یاد سب ہے ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مَعِ ہر دو نواسگانِ خود معِ مرتضیٰ معِ فاطمہؑ
وہ نکلنا گھر سے رسولؐ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
تھے جو رہنمائے مسیحیاں نظر آیا ان کو عجب سماں
جو تھے بھولے یاد سب آ گیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو کل تلک تھے بھرے بھرے نظر آرہے ہیں بھلے بھلے
وہ شکست خود ہی سے ماننا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
سرِ پُرغرور جھکے ہوئے جو تھے ہر مسیحیٔ وقت کے
تھا ثبوتِ عظمتِ مصطفیٰؐ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہے ندیؔ کی شاعری عشق کی ہے ندیٰ کی شاعری فکر کی
اُسے یاد اپنا سخن رہا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

شرف پہ پائے ہیں تو نے شرف ابو طالبؑ

مدینہ تیرا ہے تیرا نجف ابو طالبؑ
تجھے حصول ہیں صدہا شرف ابو طالبؑ

تری طرف ترا بیٹا ترا بھتیجا ہے
زمانہ کیوں نہ ہو تیری طرف ابو طالبؑ

ہے دوست تیرا تو گوہر نگاہِ مرسلؐ میں
عدو ترا بخدا ہے خذف ابو طالبؑ

ضرور دولت کونین تیرے ہاتھ میں ہے
خدا کا ہاتھ ہے تیرا خلف ابو طالبؑ

رسولؐ تیرا بھتیجا، امام تیرے پسر
شرف پہ پائے ہیں تو نے شرف ابو طالبؑ

ہے تو رسولؐ کے پیچھے، کبھی عقب میں تو دیکھ
ہے تیرے پیچھے رسولوں کی صف ابو طالبؑ

تو ہی ہے موجدِ نعتِ نبیؐ زمانے میں
ہے تیرا سب سے یہ اچھا شغف ابو طالبؑ

جو تیرے دین پہ شک کر رہے ہیں بے دینے
خدا کا دین ہے ان پر الف ابو طالبؑ

قسیمِ نار و جناں کے پدر! عدو کی ترے
نمازیں ہوگئیں ساری تلف ابو طالبؑ

یہ چند شعر تری منقبت میں لکھّے کیا
ندیؔ کو مل گئے دُرِ نجف ابو طالبؑ

خدیجۃ الکبریٰؑ

ندیؔ الہندی

شریکِ کارِ نبیؐ ہیں خدیجۃ الکبریٰ
ہر ایک رُخ سے دھنی ہیں خدیجۃ الکبریٰ

وہ جن کی بیٹی زمانے کی سیدہؑ ٹھہری
زمانے والو! وہی ہیں خدیجۃ الکبریٰ

مدحِ ملیکۃؑ العرب

اس زاویئے سے دیکھئے معیارِ خدیجہؑ
مختار دو عالم کا ہے مختارِ خدیجہؑ

یہ دونوں جہاں جن کے سبب خلق ہوئے ہیں
واللہ وہ ہیں عترت اطہارِ خدیجہؑ

وہ خطبۂ زہراؑ ہو کہ ہو خطبۂ زینبؑ
یہ دونوں ہیں آئینۂ گفتارِ خدیجہؑ

دنیا سے یہ کہتی ہیں اذانوں کی صدائیں
یوں ہوتی ہے کچھ بارش انوارِ خدیجہؑ

معصومہ ہے بیٹی تو نواسے ہیں ائمہؑ
اور شاہِ رسلؐ سید و سردارِ خدیجہؑ

فاقے سے رہیں دین پہ دولت کو لٹا کر
ہاں یہ بھی ہے اک عظمتِ کردارِ خدیجہؑ

کیا نوکِ سناں سے کوئی حق بول رہا ہے
دیکھو تو ذرا جرأتِ اظہارِ خدیجہؑ

آزادئ نسواں کا سبق کس نے دیا ہے
اک یہ بھی ہے منجملۂ آثارِ خدیجہؑ

کہتے ہیں بڑے ناز سے مکہ جسے سب لوگ
سوچو تو لگے گا تمہیں گلزارِ خدیجہؑ

جو شعر ندیؔ نے کہے سچ پوچھو تو وہ ہیں
ممنون و کرم کردۂ افکارِ خدیجہؑ

علیؑ کعبہ میں ہے

ندیؔ الہندی

مہر بھی حیرت میں ہے وہ روشنی کعبے میں ہے
عرش پر ہے گفتگو ختم النبیؐ کعبے میں ہے

آسمانی مسئلہ ہے فاطمہؑ مسرور ہیں
اک علی کے حکم پر ہی اک علیؑ کعبے میں ہے

مدحِ علیؑ ولی

کعبہ میں ولادت ہوئی ہے آج علیؑ کی
پہلی ہے یہ معراجوں میں معراج علیؑ کی

اللہ کا جب ہاتھ انہیں مان لیا ہے
پھر مانئے دنیا یہ ہے محتاج علیؑ کی

گر عدل علیؑ دیکھیں برہمن بھی تو کہہ دیں
سنسار میں گر جے ہو تو مہراج علیؑ کی

کچھ وقتوں کی معراج کی قائل نہیں ہم تو
ہر لمحہ ہر اک پل ہوئی معراج علیؑ کی

اللہ سے مانگے کہ علیؑ غیب سے آجائے
دنیا کو ضرورت ہے اگر آج علیؑ کی

محتاج ندیؔ ہی نہیں اس بحر کرم کی
اس دہر کی خلقت ہی ہے محتاج علیؑ کی

اذکارِ غدیر

حاسّے دو کام میں ہیں سامعہ اور باصرہ
لاکھ سے زائد زبانوں پر ہے اک نام غدیر
جانا بھی چاہے کوئی تو خُم سے جا سکتا نہیں
سب کے دل پکڑے ہوئے ہے آج پیغام غدیر

نبیؐ کب خُم میں خُطبہ پڑھ رہے ہیں
بحکمِ رب قصیدہ پڑھ رہے ہیں
ملائک وجد میں ہیں کیوں کہ احمدؐ
پسندیدہ ترانہ پڑھ رہے ہیں
سماعِ خطبہ سامع کو مبارک
مگر ہم آج لہجہ پڑھ رہے ہیں
مودّت ریز لہجے سے ہے ثابت
محبت کا صحیفہ پڑھ رہے ہیں
ندیؔ اشعار جتنے لکھ چکی ہے
انھیں اکثر اعزّا پڑھ رہے ہیں

سُن چکے ہیں لوگ پیغامِ غدیر
چل رہے ہیں بزم میں جامِ غدیر
کیا عجب ہیں صبح اور شامِ غدیر
رونقِ عالم ہیں ایّامِ غدیر
ماحصل تبلیغ کا پورا ہوا
آج کل ہے دین، اسلامِ غدیر
عرش رتبہ، فرش پر بیٹھے ہیں آج
کم سے کم اتنا ہے اکرامِ غدیر
ہر طرف سنتے ہیں بَخٍّ کی صدا
ہیں زبانیں زیر احکام غدیر
لے چلے حُجّاج بہرِ اقربا
تحفۂ تبریک وپیغام غدیر
منزلِ انوار ہے مدفن، ندیؔ
مرتے ہی پایا یہ انعام غدیر

مدحتِ بنتِ نبیؐ

آیۂ تطہیر پڑھ کر کیا کہوں کیا پڑھ لیا
بنت احمدؐ تیری عصمت کا قصیدہ پڑھ لیا
جب کبھی بھی زوجۂ حیدرؑ کا خطبہ پڑھ لیا
یوں ہوا محسوس جیسے اک صحیفہ پڑھ لیا

جب کنیزوں نے کسی دم روئے زہراؑ پڑھ لیا
دیدہ و دل نے یقیناً پورہ سورہ پڑھ لیا

اُس کو زہراؑ کی بلندی کا بڑا احساس ہے
جس کسی نے مصحفِ اخلاقِ فضّہ پڑھ لیا

غیرِ فضّہ ہے کنیزوں میں کوئی جس نے ہر اک
سیدہؑ کے چشم و ابرو کا اشارہ پڑھ لیا

اس کو قرآں کا سمجھنا ہوگیا آسان تر
دل لگا کر جس نے بھی نہج البلاغہ پڑھ لیا

ذکر زہراؑ کی بدولت فکر زہراؑ کی قسم
بہتوں نے ہی دفترِ احسانِ زہرا پڑھ لیا

پڑھ کے آیات واحادیثِ فضائل شاد ہوں
جی یہی کہتا ہے تھا جو آج پڑھنا پڑھ لیا

نامۂ تقدیر میں میں ہوں کنیز فاطمہؑ
میں نے اس جملے میں سب قسمت کا لکھّا پڑھ لیا

مرقدِ زہراؑ کی جانب دل کھنچا جاتا ہے کیوں
لگتا ہے بی بی نے مکتوبِ تمنّا پڑھ لیا

سوچتی ہے خود ندیؔ الھندی ثنا خوانی کے بعد
کتنا اچھا کہہ لیا اور کتنا اچھا پڑھ لیا

سیکھا ہے ہم نے فاطمہ زہراؑ کے گھر سے سچ

حیران ہوں کہ نکلے گا کس رہ گذر سے سچ
معلوم کس سے ہو کہ چلا ہے کدھر سے سچ

سچ خود بھی سن رہی ہوں بہ حال تباہ ہے
زخمی بہت ہے تیر زبان بشر سے سچ

کس کو سنائیں بدخبری یہ کہ پاتے ہیں
اکثر خبر میں جھوٹ تو کمتر خبر سے سچ

ہاں بولتے ہیں اہل ہنر جھوٹ رات دن
اک آدھ بول دیتے ہیں لوگوں کے ڈر سے سچ

اس منزل کمال کو پہنچا ہے جھوٹ اب
سچے لب و لساں کو بھی افسوس تر سے سچ

جو لوگ مکر وکذب سے کرتے ہیں کار نیک
مجروح ہے انھیں کے رسوخ واثر سے سچ

صدیقہ جس مکاں میں مکیں ہو وہ گھر تلاش!
لپٹا ہو جس کے آج بھی دیوار و در سے سچ

ہاں ہاں وہ گھر ہے فاطمہؑ زہرا کا دہر میں
تحصیل کر رہا ہے جہاں جس کے در سے سچ

ابر عطائے بنت نبیؐ کی ہو کیا ثنا
بادل یہ وہ ہے جس سے زمانے پہ برسے سچ

سچائی کی حیات کا ساماں ہیں فاطمہؑ
پاتا ہے رزق دخترِ خیرالبشرؐ سے سچ

کہتے ہیں جن کو آلِ پیمبرؐ امین لوگ
سچ میں ہے باوقار انھیں کے اثر سے سچ
سچوں کو جھوٹا جھوٹوں کو سچا کہا گیا
تاریخ کے یہ پوچھ لو اہل نظر سے سچ
سچوں میں وہ نہ ہوگا تو پھر کون؟ اے ندیؔ
سیکھا ہے جس نے فاطمہؑ زہرا کے گھر سے سچ

مدحتِ بنتِ رسولؐ

سمجھو اسی سے رتبہ کتنا ہے فاطمہؑ کا
اللہ نے قصیدہ لکّھا ہے فاطمہؑ کا
کہتے ہو کیسے ابتر اللہ کے نبیؐ کو
کوثر کی آیتوں میں چرچا ہے فاطمہؑ کا
قرآن نے صراحت اس کے لقب کی، کی ہے
معبود کی نظر میں رتبہ ہے فاطمہؑ کا
ہر کام میں مدد کو آتے رہے ملائک
اہل فلک سے بڑھ کر درجہ ہے فاطمہؑ کا
جھولا ملک جھلائے رضواں لباس لائے
اللہ کو بھی پیارا بچہ ہے فاطمہؑ کا
عورت کی زندگی میں ہر رخ سے ہے نمونہ
بیشک بہت ہی دلکش قصہ ہے فاطمہؑ کا
سارے جہاں کو اس نے شرم وحیا سکھائی
کہتے ہیں جس کو پردہ تحفہ ہے فاطمہؑ کا
بزم ملائکہ میں معبود یوں ہے نازاں
دیکھ تو کیا انوکھا سجدہ ہے فاطمہؑ کا
زہراؑ کے در سے ہٹ کر پاؤ گے خلد کیوں کر
جنت کا ہر علاقہ رقبہ ہے فاطمہؑ کا
تم اے کنیزؔ آخر تعریف کیا کروگی
مدحت گزار ہر اک سورہ ہے فاطمہؑ کا

دشمن بنت مصطفیؐ تیری ہے زندگی عبث

دشمن بنت مصطفیؐ تیری ہے زندگی عبث
زیست بھی تیری موت ہے اور ہے موت بھی عبث
ان کی خوشی بھی ہے عبث ان کی ہر اک ہنسی عبث
کام جو کرتے رہتے ہیں روز ہنسی خوشی عبث
تیرے لئے جیوں گی میں تیرے لئے مروں گی میں
ایسا نہ ہو تو سچ میں ہے جینے کی ہر گھڑی عبث
تیرا قصیدہ لکھ کے میں سچ ہے کہ مالا مال ہوں
مجھ سے حسد جو کرتی ہیں ان کی تونگری عبث

میرا ہر ایک کام ہے صرف خدا کے واسطے
جان لیں کاش وہ بھی ہے کار نمائشی عبث

جس کو ذرا بھی بغض ہے سیدہؑ جنان سے
اس کی خودی جنون ہے اس کی ہے بے خودی عبث

چھوڑ کے پردہ وہ بنیں دشمن سیرت سیدہؑ
نام جپیں ہزار بار ان کی ہے دوستی عبث

کل کے جو پردہ دار تھے اب وہ بنے ہیں پردہ در
کیسا زمانہ آ گیا کیسی ہوا چلی عبث

جس کو گریز اے کنیزؔ مدحت فاطمہؑ سے ہے
کرتے رہیں وہ شاعری ان کی ہے شاعری عبث

منقبتِ مجتبیٰؑ

پھر ہوئی توفیق پھر لکھا قصیدہ آپ کا
ہوتا ہے کس حسن سے احسان، مولا آپ کا

مرسلؐ اکبر کے بیشک سبطِ اکبر آپ ہیں
کیا بڑا دنیا میں رکھا رب نے رشتہ آپ کا

بانیٔ اسلام نانا محسنِ اسلام جد
اور ملقب کلِّ ایماں سے ہے بابا آپ کا

ماں بقولِ مصطفیؐ سردارِ عورات جہاں
کیسے ممکن ہے تقابل ابنِ زہراؑ آپ کا

سچے موتی بانٹتے ہیں آپ ہی کے لعلِ لب
اور کبھی بھی کم نہیں ہوتا خزانہ آپ کا

آپ ہی کے در کے نوکر قدسیانِ عرش ہیں
آستاں ہے عرش اعظم سے بھی اونچا آپ کا

ناز برداری کی حد ہے عید کے دن خود رسولؐ
سیدہؑ کے گھر سے نکلا بن کے ناقہ آپ کا

آپ ہیں بابِ مدینہ غاصبوں کو کیا خبر
درحقیقت ہے زمانے میں مدینہ آپ کا

آپ کے مسلک کو روشن کرتا ہے حسنِ سلوک
خلد تک سیدھا چلا جاتا ہے رستہ آپ کا

اس لئے بے خوف ہے اس عہد پُر آشوب میں
ہے ندیؔ الہندی کو اے آقا سہارا آپ کا

ہے پسند خالقِ اکبر حسنؑ کی زندگی

یوں عزیز ہم کو ہے عشق پنجتنؑ کی زندگی
جس طرح محبوب بلبل کو چمن کی زندگی

کیجئے عشقِ حسنؑ گذرے مگن کی زندگی
ورنہ قسمت میں لکھی ہے بہکی سنکی زندگی

ہے میسّر اُن کے بلبل کو چمن کی زندگی
اور اعدا جیتے ہیں زاغ و زغن کی زندگی

ناز اٹھانا احمد مرسلؐ کا بتلاتا ہے یہ
ہے پسند خالقِ اکبر حسنؑ کی زندگی

جایئے بابِ علومِ مصطفیؐ تک جایئے
ہو اگر منظور حضرت فکر و فن کی زندگی

ان کی چشم لطف سے ہے عرش پر اپنا دماغ
رہ کے دھرتی پر ملی مجھ کو گگن کی زندگی

میرے آقا اپنے مرقد تک بلا لیجے مجھے
ہند میں محسوس کرتی ہوں گھٹن کی زندگی

سیدِ شبّانِ جنت ہیں حسنؑ ابن علیؑ
خلد جانا ہے تو اپناؤ حسنؑ کی زندگی

چھوڑ کر شہرِ مودّت کیوں نکل جاؤں کہیں
کون ہے جس کو نہیں پیاری وطن کی زندگی

ہے درِ زہراؑ سے رشتہ اور اسی باعث کنیزؔ
ہے عزیز از جان مجھ کو علم و فن کی زندگی

مدحتِ حضرت حسنؑ

جو شخص جتنا ہے حسنِ مجتبیٰؑ سے دور
اُتنا ہی وہ رہے گا رسولِؐ خدا سے دور

ہم ہیں غریقِ بحرِ کرم رہ کے ناؤ پر
مردہ ہیں جو ہیں کشتی سے اور ناخدا سے دور

اس عہدِ بے خلوص کے عالم عجیب ہیں
دولت سے لَو لگائے ہیں پر ہیں خدا سے دور

آنکھیں ہیں ٹھیک، کج نظری کے شکار ہیں
رکھتے ہیں کان پھر بھی ہیں سمعِ صدا سے دور

وہ اُس قدر قریب جہنم سے ہوگیا
جو جس قدر ہوا پسرِ فاطمہؑ سے دور

کیسے درِ حسنؑ سے اٹھے سر کنیزؔ کا
ماہی خوشی سے کیسے ہو آب بقا سے دور

مدحتِ سبطِ رسولؐ

کون ہے سبط مصطفیؐ کی طرح
شاہ بھی در پہ ہے گدا کی طرح

ہر جگہ ہے یزیدؔ ایک نہ ایک
ساری دنیا ہے کربلا کی طرح

آج انسانیت بلکتی ہے
بشؔ ہے انسان پر بلا کی طرح

بشؔ سے ڈرتا ہے واعظِ ناداں
اس کو سمجھا ہے وہ خدا کی طرح

ہے میسّر اُن کے بلبل کو چمن کی زندگی
اور اعدا جیتے ہیں زاغ و زغن کی زندگی
ناز اٹھانا احمد مرسلؐ کا بتلاتا ہے یہ
ہے پسند خالقِ اکبر حسنؑ کی زندگی
جائیے بابِ علومِ مصطفیؐ تک جائیے
ہو اگر منظور حضرت فکر و فن کی زندگی
ان کی چشمِ لطف سے ہے عرش پر اپنا دماغ
رہ کے دھرتی پر ملی مجھ کو گگن کی زندگی
میرے آقا اپنے مرقد تک بلا لیجے مجھے
ہند میں محسوس کرتی ہوں گھٹن کی زندگی
سیدِ شبّانِ جنت ہیں حسنؑ ابن علیؑ
خلد جانا ہے تو اپناؤ حسنؑ کی زندگی
چھوڑ کر شہرِ مودّت کیوں نکل جاؤں کہیں
کون ہے جس کو نہیں پیاری وطن کی زندگی
ہے درِ زہراؑ سے رشتہ اور اسی باعث کنیزؔ
ہے عزیز از جان مجھ کو علم و فن کی زندگی

مدحتِ حضرت حسنؑ

جو شخص جتنا ہے حسنِ مجتبیٰؑ سے دور
اُتنا ہی وہ رہے گا رسولِؐ خدا سے دور
ہم ہیں غریقِ بحرِ کرم رہ کے ناؤ پر
مردہ ہیں جو ہیں کشتی سے اور ناخدا سے دور
اس عہدِ بے خلوص کے عالم عجیب ہیں
دولت سے لَو لگائے ہیں پر ہیں خدا سے دور
آنکھیں ہیں ٹھیک، کج نظری کے شکار ہیں
رکھتے ہیں کان پھر بھی ہیں سمعِ صدا سے دور
وہ اُس قدر قریب جہنم سے ہوگیا
جو جس قدر ہوا پسرِ فاطمہؑ سے دور
کیسے درِ حسنؑ سے اٹھے سر کنیزؔ کا
ماہی خوشی سے کیسے ہو آبِ بقا سے دور

مدحتِ سبطِ رسولؐ

کون ہے سبط مصطفیٰؐ کی طرح
شاہ بھی در پہ ہے گدا کی طرح
ہر جگہ ہے یزیدؔ ایک نہ ایک
ساری دنیا ہے کربلا کی طرح
آج انسانیت بلکتی ہے
بشؔ ہے انسان پر بلا کی طرح
بشؔ سے ڈرتا ہے واعظِ ناداں
اس کو سمجھا ہے وہ خدا کی طرح

جتنے نبیؐ ہیں سب کی ضرورت سبطِ نبیؐ
سبطِ نبیؐ کو پر ہے ضرورت زینبؑ کی

طاقت، دولت اور حکومت سبھی ہے
اللہ ری یہ ہمت و ہیبت زینبؑ کی

خطبۂ زینبؑ سن کے ہر اک یہ سوچے ہے
ہے یہ علیؑ کی یا کہ خطابت زینبؑ کی

صبح دہم اکبرؑ کا مؤذن بن جانا
ہے یہ دلیل فہم و فراست زینبؑ کی

بہر بقائے دین کیا بچوں کو فدا
عالم نسواں دیکھے ہمّت زینبؑ کی

ان کو دیکھ کے تکریماً اٹھ جائیں حسینؑ
کرتی ہے تعظیم امامت زینبؑ کی

سارے عالم میں ہے بپا شبیرؑ کا غم
کیا محکم ہے نشر واشاعت زینبؑ کی

شام کی طاقت ساری سپرد خاک ہوئی
کتنی دھمک رکھتی ہے خطابت زینبؑ کی

بھائی کا رشتہ کتنا مقدس ہوتا ہے
بتلاتی ہے سب کو محبت زینبؑ کی

عونؑ و محمدؑ مرنے مقتل جاتے ہیں
دین کے کام آئی ہے بضاعت زینبؑ کی

پرچم حق عالم پر چھایا جاتا ہے
دیکھ لے ساری دنیا طاقت زینبؑ کی

کاش کنیزی کا منصب مل جاتا ندیؔ
خلد میں ہم کرلیتے خدمت زینبؑ کی

مدحتِ کلثومؑ

زینبؑ کی ساتھی کلثومؑ
شہؑ کی بہن اچھی کلثومؑ

عزم و ہمت کی پیکر
حیدرؑ کی بیٹی کلثومؑ

سیرت زہراؑ کی صورت
احمدؐ کی پیاری کلثومؑ

خانۂ غم میں رہتی ہے
شاہ کی دکھیاری کلثومؑ

ظلم کو بسمل کر ڈالا
ایسا حق بولی کلثومؑ

فکر و عمل میں بالکل ہے
ماں سی نانی سی کلثومؑ

درس شہادت اب بھی ندیؔ
ہم کو ہیں دیتی کلثومؑ

ثنائے عباسؑ

گھر ید اللہ کے آئے عباسؑ　خود ہے مسرور خدائے عباسؑ
آج دھرتی پہ ہیں آئے عباسؑ　گلِ مدحت ہیں برائے عباسؑ
میری قسمت میں ہے جنت کیونکہ　دل میں مہماں ہے ولائے عباسؑ
لہرا لہرا کے یہ کہتا ہے علم　سارے عالم پہ ہیں چھائے عباسؑ
سر بلندئ علم بھی ہے ثبوت　جیتے ہیں سر کو اٹھائے عباسؑ
اس کا جنت میں یقینا گھر ہے　جس کو پاس اپنے بلائے عباسؑ
جابجا نور جو ہے نزدِ فرات　سب ہیں نقشِ کفِ پائے عباسؑ
کہتا ہے زائر شبیرؑ ہر اک　کون ہے اپنا سوائے عباسؑ
بھاگے تب گھاٹ سے اعدائے حسینؑ　موت جب بولی وہ آئے عباسؑ
ان سے لپٹی ہے وفا یا کہ اسے　سوتے ہیں دل سے لگائے عباسؑ
اس کی تقدیر بگڑ سکتی نہیں　جس کی تقدیر بنائے عباسؑ
جس کو کہتا ہے علم سارا جہاں　ہے یہ تصویرِ وفائے عباسؑ
سرخرو ہونا ہے پیشِ شبیرؑ　خون میں کیوں نہ نہائے عباسؑ
واقعاً دونوں جہانوں میں ندیؔ　کام آئی ہے ولائے عباسؑ

مدحتِ زین العباؑ

جس کو تم کہتے ہو علم و آگہی کی بات ہے　وہ علیؑ ابنِ حسینؑ ابنِ علیؑ کی بات ہے
جان دینا الفتِ سجادؑ پر ہے زندگی　اہلِ حق کے واسطے یہ تو خوشی کی بات ہے
موت آنی ہی ہے جب تو مر نبیؐ کی آلؑ پر　مرنے والے بس اسی میں زندگی کی بات ہے

ہاتھ کے دھوون اشارہ پا کے بن جائیں گہر
میرے مولا! یہ یقیناً آپ ہی کی بات ہے

سر اُٹھا کے کہہ رہا ہے کوئی قیدی حق کی بات
کیوں نہ باطل سرنگوں ہوئے علیؑ کی بات ہے

ایک قیدی کا تکلم بھی صحیفہ بن گیا
سوچئے تو کس قدر دیدہ وری کی بات ہے

تھا جو پابند الم مخدوم عالم ہوگیا
اے امیر شام تجھ پر یہ ہنسی کی بات ہے

تازگی ہے تذکروں میں سید سجادؑ کے
جب سنو لگتا ہے جیسے یہ ابھی کی بات ہے

دل منور گھر منور مدحتِ سجادؑ سے
بات اتنی ہے مگر یہ روشنی کی بات ہے

الفتِ عابدؑ اگر ہے خوب کر اعمال خیر
اے ندیؔ الہندی یہی تو پیروی کی بات ہے

میلادِ علیؑ بنِ حسینؑ بنِ علیؑ

پیدا ہوا ہے دہر میں چوتھا امامؑ آج
لو ڈھل رہی ہے صبح کے سانچے میں شام آج

ہیں مومنین صرفِ قعود و قیام آج
یثرب میں بس ہے شورِ درود وسلام آج

پیدا علیؑ کے گھر میں علیؑ دوسرا ہوا
شہر رسولؐ میں ہے بڑی دھوم دھام آج

وہ کعبۂ قلوب میں ٹھہریں گے اس لئے
ہم نے لگا دیئے ہیں دلوں کے خیام آج

وحدت ہے خوش محافظِ توحید آگیا
ہے عالم سرور میں رب کا کلام آج

ماحول ہے درود و سلام و پیام کا
بے حد ہیں خوش حسینؑ علیہ السلام آج

نازل ہوئے ہیں اہل فلک بھی زمین پر
لے جائیں وہ زمیں کا فلک کو پیام آج

ہیں حور عین ان کی کنیزوں کی بھی کنیز
غلمان پیچھے آگے ہیں ان کے غلام آج

فطرس کھڑا ہوا ہے مگر انکسار سے
محسن سے اپنے پوچھتا ہے اپنا کام آج

فرش ولا پہ بیٹھ گئے قائمین عرش
سب کو ملا ہے عرش سے اونچا مقام آج

وقف قعود جو تھے کھڑے ہیں بصد ادب
قسمت سے ہاتھ آیا ہے ان کے قیام آج

جو تھے رکوع و سجدہ کے پابند، ہیں رہا
فرماتے ہیں وہ ناز و ادا سے خرام آج

دھونی رمائے بیٹھے ہیں در پر علی پرست
مل جل کے جپ رہے ہیں اماموں کے نام آج

جو رام رام کرتا تھا وہ رام ہوگیا
وحدت پرست ہوتے ہی پایا مرام آج

سبط رسولؐ تحفۂ تبریک لیتے ہیں
موقع سے ہیں خواص کے آگے عوام آج

جو محتضر ہیں تارِ نفس کے سہارے سے
نفس نبیؐ کو کرتے ہیں ٹیلیگرام آج

اک دوسرے پہ خلق خدا ٹوٹی پڑتی ہے
خوشیوں پہ کوئی کیسے کرے روک تھام آج

ہر ذرہ اپنی جا پہ ہے صرفِ ثنا گری
ڈوبا ہے شادیوں میں جہاں کا نظام آج

بھیجا ہے میں نے آج سلام و کلام شوق
اے کاش بھیج دیں وہ جواب سلام آج

شربت نہیں ہے بزم ولا میں جو آگیا
ہاں ہاں یہی ہے آبِ حیاتِ دوام آج

باطل شکستِ فاش سے دو چار ہے ندیؔ
بتلا رہا ہے روضے کا یہ انہدام آج

مدحِ علیؑ ابنِ حسینؑ

ہر حال میں پسند ہے مجھ کو علیؑ کی بات
اس سے بڑی تو ہو نہیں سکتی خوشی کی بات

بیٹھے جہاں بھی ذکرِ علیؑ چھڑ گیا وہاں
لوگوں کو بھا گئی ہے یقینا نبیؐ کی بات

پوتا ہو یا کہ دادا ہوں سجّاد دونوں ہیں
میں آج جو بھی کرتی ہوں وہ ہے علیؑ کی بات

ذکرِ خدا سے قلب منور رہے سدا
ہاں ہاں اسی کو کہتے ہیں بس روشنی کی بات

پروانہ وار شمع امامت پہ ہو فدا
اس مرنے سے نکلتی ہے سو زندگی کی بات

روشن ہیں عرش و فرش، منور دل و دماغ
شاید ہماری بات ہی ہے روشنی کی بات

تو زینِ عابدیں ہے تو سردارِ ساجدیں
معراج ہوگئی ہے تری بندگی کی بات

کرتی ہے روز مدحتِ آلِؑ نبیؐ کنیزؔ
ہے اس سے بڑھ کے اس کے لئے کیا خوشی کی بات

مدحِ شبیہِ رسولؐ

حسن میں شہرت علی اکبرؑ کی ہے
کیا بھلی قسمت علی اکبرؑ کی ہے

دولتِ کونین کہتے ہو جسے
وہ تو بس چاہت علی اکبرؑ کی ہے

اپنے کیا غیروں نے سمجھا ہے رسولؐ
یہ بھی اک صورت علی اکبرؑ کی ہے

بھیڑیوں کی بھیڑ سمجھا فوج کو
اس طرح ہمت علی اکبرؑ کی ہے

گرتے پڑتے بھاگتے ہیں پہلواں
کسقدر ہیبت علی اکبرؑ کی ہے

اک جہاں کہتا ہے ہمشکل نبیؐ
ایسی کچھ صورت علی اکبرؑ کی ہے

حُسن کا کعبہ بنا دل اس لئے
میہماں الفت علی اکبرؑ کی ہے

مانتے ہیں دو جہاں حُسن وجمال
شان، یہ شوکت علی اکبرؑ کی ہے

پاس جو بیٹھا وہ عالی ہو گیا
کیا عجب صحبت علی اکبرؑ کی ہے

پنجتنؑ جس بات سے خوش ہوں ندیؔ
کیا ہے وہ مدحت علی اکبرؑ کی ہے

مدحتِ ابن الحسنؑ

ہوتی ہے شام و سحر قاسمؑ کی بات
کسقدر ہے نیک تر قاسمؑ کی بات

موت میٹھی ہے زیادہ شہد سے
ہے یہ بیحد مختصر قاسم کی بات

اک اُجالا لہجۂ قاسمؑ سے ہے
جیسے ہے نورِ سحر قاسم کی بات

روشنئ روئے تاباں دیکھ کر
کرتے ہیں شمس و قمر قاسمؑ کی بات

عظمت فکر وعمل کا ہے ثبوت
ہورہی ہے عرش پر قاسمؑ کی بات

گلشنِ عالم میں پھیلاتے ہیں روز
اب بھی اوراقِ سیر قاسمؑ کی بات

ہے فدا ابنِ حسنؑ کے حسن پر
کرتا ہے حسنِ نظر قاسمؑ کی بات

سب مجاہد مرگئے کس سے کریں — آج شاہِ بحر و بر قاسمؑ کی بات
موت کا کیا ہے مزہ بتلا دیا — اب کریں اہل نظر قاسمؑ کی بات
ہوگئی جب موت معراجِ حیات — پھر ہے معراجِ بشر قاسمؑ کی بات
ہے عجب انداز کا دُرِّ یتیم — کرتے ہیں لعل و گہر قاسمؑ کی بات
موت ان کے سر پہ ہے سایہ فگن — کیا کریں گے اہلِ شر قاسمؑ کی بات
مجلسِ سرورؑ میں کرتی ہے ندیؔ — گہ زباں گہ چشمِ تر قاسمؑ کی بات

مدحتِ باقر لقب

ہمیشہ صرفِ عطا ہیں محمد باقرؑ — جہاں میں بحرِ سخا ہیں محمد باقرؑ
خدا تلک جو پہنچنے کا ہے خیال تمہیں — خدا کا ایک پتا ہیں محمد باقرؑ
انھیں سلام و پیام رسولؐ آیا ہے — نبیؐ کے دل کی دعا ہیں محمد باقرؑ
مصیبتیں ہیں فراری سنا ہے یہ جب سے — ہمارے عقدہ کشا ہیں محمد باقرؑ
نبیؐ کے لال ہیں ابن علیؑ ہیں اور ہیں امام — اگر نہیں یہ تو کیا ہیں محمد باقرؑ
ہیں جن کی راہنمائی کے خضر بھی خواہاں — بس ایسے راہنما ہیں محمد باقرؑ
بھکاری علم کے یاں ہیں ابوحنیفہ بھی — درِ علومِ ہدا ہیں محمد باقرؑ
نجف کی اور مدینے کی اور مکّے کی — قسم نبیؐ کی ضیا ہیں محمد باقرؑ
وفا پرستوں کا مجمع ہے بابِ باقرؑ پر — امامِ اہلِ وفا ہیں محمد باقرؑ
خدا کو پیار، نبیؐ کو قرار ہے جن سے — کچھ ایسے عبدِ خدا ہیں محمد باقرؑ
جو مانگنا ہے تو مانگو درِ محمدؐ پر — طلب سے دیتے سوا ہیں محمد باقرؑ
خدا پرستوں نے یہ بات عام کردی ہے — امینِ ذکرِ خدا ہیں محمد باقرؑ
ندیؔ بتا دے کوئی جامعہ کے غاصب سے — کہ ایک قہر خدا ہیں محمد باقرؑ

زندگی سکینہؑ کی

صبر کی علامت ہے زندگی سکینہؑ کی
بندگی کی رفعت ہے زندگی سکینہؑ کی

مشک یہ علم میں ہے یا عطش کی ہے تاریخ
مقصدی اشاعت ہے زندگی سکینہؑ کی

زندگیٔ سرورؑ ہے الفتِ سکینہؑ میں
اور پدر کی الفت ہے زندگی سکینہؑ کی

اس طرح بلاؤں میں لوگ مر ہی جاتے ہیں
کوہِ عزم و ہمت ہے زندگی سکینہؑ کی

اب حسینؑ کی صورت سرپرست ہیں زینبؑ
اُن کو ایک دولت ہے زندگی سکینہؑ کی

حق کے واسطے جینا حق کے واسطے مرنا
کس قدر حقیقت ہے زندگی سکینہؑ کی

مشک دے کے عمو کو سر جھکا کے کہتی ہیں
آپ کی بدولت ہے زندگی سکینہؑ کی

جرأتِ سکینہ سے ہمتوں کو نسبت ہے
عزم سے عبارت ہے زندگی سکینہؑ کی

زندگی رہِ حق میں بہر رب بسر کی ہے
کُل کی کُل عبادت ہے زندگی سکینہؑ کی

مقصد سکینہؑ سے ہے ندیؔ کو بس نسبت
شاعری کی قسمت ہے زندگی سکینہؑ کی

مدحتِ علی اصغرؑ

کتنا عالی کام اصغرؑ کر گئے
اپنے گھر کا نام اصغرؑ کر گئے

مسکرا کر ساری صبحیں چھین لیں
شامیوں کی شام اصغرؑ کر گئے

روحِ خوں دے کر تنِ اسلام کو
واقعی اسلام اصغرؑ کر گئے

خود کو جھولے سے گرا کر پیاس میں
نصرتی اقدام اصغرؑ کر گئے

چیر کر یوں اژدر بیعت کو بھی
اپنے جد کا نام اصغرؑ کر گئے

پھیر کر ہونٹوں پہ ننھی سی زباں
ظلم طشت از بام اصغرؑ کر گئے

خرد تھے پر کر کے اک کار بزرگ
ظلم کو ناکام اصغرؑ کر گئے

روک کر اپنے گلے پر تیر ظلم
نصرتِ اسلام اصغرؑ کر گئے

اک نقیبِ صبح بن کر دھوپ میں
شام کو بدنام اصغرؑ کر گئے

باپ پہ کرکے نچھاور نقدِ جاں
رشتے کا اکرام اصغرؑ کر گئے

ہم ہیں سورج، روشنی اپنا اثر
عام یہ پیغام اصغرؑ کر گئے

اب گواہِ اکبرِ اسلام ہیں
اے ندیؔ وہ کام اصغرؑ کر گئے

مدحِ امام ششمؑ

وصیٔ مرسل اعظمؐ ہیں حضرت جعفرِ صادقؑ
تبھی تو کرتے ہیں کار رسالت جعفرِ صادقؑ

ہے واجب آپ کی لاریب مدحت جعفر صادقؑ
مگن ہے چونکہ دریائے طبیعت جعفرِ صادقؑ

انھیں حاجت نہیں دنیا کی، بس اللہ کافی ہے
مگر ہیں سارے عالم کی ضرورت جعفرِ صادقؑ

نہ کیوں تعلیم دیں علمِ پیمبرؐ کی زمانے کو
ہیں بیشک وارثِ علمِ نبوت جعفرِ صادقؑ

تمہیں جو چھوڑ دے سچ میں وہ سچا ہو نہیں سکتا
تمہارے ساتھ رہتی ہے صداقت جعفرِ صادقؑ

تمہاری دشمنی انساں کو لے جاتی ہے دوزخ تک
تمہارے نام پر ملتی ہے جنت جعفرِ صادقؑ

زمانہ اس قدر روشن تمہارے علم ہی سے ہے
تمہیں ہو فخرِ اربابِ بصیرت جعفرِ صادقؑ

یقینا روح پھونکی آپ نے جسمِ تفقہ میں
ہے دم سے آپ کے جانِ شریعت جعفرِ صادقؑ

مجھے ذرہ برابر ڈر نہیں ہے جلنے والوں سے
ہے چونکہ آپ کی چشمِ عنایت جعفرِ صادقؑ

خدا شاہد کہ بس ہے آپ سے اور آپ کے گھر سے
ندیؔ الہندی کو امیدِ شفاعت جعفرِ صادقؑ

مدحتِ صادقؑ لقب

پھر ہو رہی ہے صادقؑ آل نبیؐ کی بات
عالم میں عام ہوگئی ہے روشنی کی بات

آلِ نبیؐ کی بات میں ہے زندگی کی بات
اور اُن کو بھول جاؤ تو ہے موت ہی کی بات

یہ ہے خودی کی بات کہ مدحِ امام کر
غیروں کا تذکرہ ہے فقط بے خودی کی بات

میں ہوں اسیرِ الفتِ اولادِ مصطفیٰؐ
آزادی جس کو کہتے ہو وہ ہے کبھی کی بات

مسئول اب سوال پہ ناراض ہوتے ہیں
ڈرتے ہیں بڑھ نہ جائے کہیں آگہی کی بات

مولائے کائنات ہیں وہ، اتنا ہے سبب
چھائی ہے کُل زمانے پہ مولا علیؑ کی بات

باقرؑ کے گھر سے لپٹی ہیں روشن ضمیریاں
جس کو بھی دیکھو کرتا ہے تقدیر ہی کی بات

جعفرؑ نے لو علوم کے دریا بہا دیئے
سچ میں اسی کو کہتے ہیں دریا دلی کی بات

بیمارِ عشقِ آلِ نبیؐ بن کے مر ندیؔ
اس میں چھپی ہوئی ہے تری زندگی کی بات

مدحتِ کاظمؑ لقب

ڈرتے ہیں فرعون کیوں کہ موسیٰ دوراں ہیں آپ
شان میں منجانب اللہ دہر کے سلطاں ہیں آپ

جانِ رحمت، جانِ امت، جانِ دیں، جانِ یقیں
آپ ہی جانِ جہاں یعنی جہاں کی جاں ہیں آپ

آپ کا عہدِ امامت کہہ رہا ہے عہد میں
عزتِ رب کی قسم سب سے بڑے انساں ہیں آپ

قطبِ اقطابِ زمانہ، قبلۂ حاجاتِ عصر
امن کیوں پھیلے نہ ہر سو کعبۂ ایماں ہیں آپ

ہے سلامت آپ ہی کے دم سے اسلامِ خدا
ہیں معلم دَور کے اور مصلحِ دوراں ہیں آپ

اے ندیؔ الہندی زمانے کو بتانے کے لئے
کم سے کم یہ ہے تعارف ناطقِ قرآں ہیں آپ

مدحِ امامِ انامؑ

کیوں نہ ہوں خوب کنیزانِ امامِ کاظمؑ
ہیں عزیز حق کو عزیزانِ امامِ کاظمؑ

جس کسی کو ہوا عرفان امام کاظمؑ
ہو گیا پھر وہ ثنا خوان امام کاظمؑ

جس جگہ جاؤ وہاں ہوتا ہے ذکر مولیٰ
جگ میں چھائے ہیں محبان امام کاظمؑ

ماننا حکم نبیؐ فرض ہے جیسے ہم پر
فرض ہے ویسے ہی فرمان امام کاظمؑ

جب کریمی واطاعت پہ نظر کی ہم نے
جان و دل ہو گئے قربان امام کاظمؑ
رزق دیتا ہے خدا ان کے سبب عالم کو
ساری دنیا پہ ہے احسان امام کاظمؑ
در اقدس پہ جبیں رکھیں گے پھر اپنی کنیزؔ
ہم جب ہو جائیں گے مہمان امام کاظمؑ

مدحِ علیِ رضاؑ

ہر طرف ہے روشنی کی بات اب
بن گئی ہے زندگی کی بات اب
آٹھواں ہادیؑ جہاں میں آگیا
بڑھ گئی عشق علیؑ کی بات اب
ہر جگہ شیریں بیانی کا ہے شور
کیسے سن لے کوئی پھیکی بات اب
کب خبر دی تھی نبیؐ نے آج کی
ہو گئی پوری کبھی کی بات اب
دشمنی کی بات سے کیا فائدہ
کیجئے تو دوستی کی بات اب
جس گلی سے زندگی تقسیم ہو
کیجئے ایسی گلی کی بات اب
مر رہی ہوں اب تو اہلبیتؑ پر
موت میں ہے زندگی کی بات اب
صرفِ مدحت پھر ندیؔ الہندی ہوئی
کر رہی ہے اپنے جی کی بات اب

مدحِ امامِ رضاؑ

کون آیا یہ کیوں خوشی ہے بہت
کیوں مدینے میں روشنی ہے بہت
اک علیؑ آگیا علیؑ کے گھر
یہ خبر عام ہوگئی ہے بہت
دیکھ کر خانۂ علیؑ میں خوشی
کعبۃ اللہ کو خوشی ہے بہت
چاند کاظمؑ کے گھر میں اترا ہے
اس لئے آج چاندنی ہے بہت
بے عمل کو گھڑی کی قدر نہیں
باعمل کو گھڑی گھڑی ہے بہت

اس جہاں میں خدارسی کے لئے
سچ یہی ہے کہ خودرسی ہے بہت

وادیٔ مدح میں پڑے ہیں حضور
لگ رہا ہے کہ آج پی ہے بہت

چلئے چلئے رضاؑ کی چوکھٹ پر
علم و عرفاں کی تشنگی ہے بہت

ان کا احسان کل بھی تھا بے حد
ان کا احسان آج بھی ہے بہت

ہم کو جنت کی فکر کچھ بھی نہیں
ہم کو مولا تری گلی ہے بہت

بلبلِ گلشنِ مناقب ہوں
مجھ کو بس گلشنِ علیؑ ہے بہت

وقت کی قدر جان لو جو ندیؔ
چار دن کی یہ زندگی ہے بہت

مدحِ امامِ تقیؑ

امینِ عالمِ امکاں ہیں بس امام تقیؑ
امیرِ کشورِ ایماں ہیں بس امام تقیؑ

زمانہ آج ہے درد و الم کا مارا ہوا
سنو کہ درد کا درماں ہیں بس امام تقیؑ

ہیں مرسلینؑ کے وارث جہاں میں بعد رضاؑ
امام و فخر رسولاں ہیں بس امام تقیؑ

سجی ہے محفل میلاد ہادیٔ دوراں
دلوں میں آج تو مہماں ہیں بس امام تقیؑ

چلو چلو کہ امامِ رضاؑ ہیں شاد بہت
سمجھ لو ان کے دل و جاں ہیں بس امام تقیؑ

کھِلیں، ضرور کھِلیں آج غنچہ ہائے قلوب
بہارِ گلشن ایماں ہیں بس امام تقیؑ

وہ جنّ و انس ہوں یا ہوں ملک کہ خلق دِگر
سبھی کے واسطے سلطاں ہیں بس امام تقیؑ

سوالی آپ کے در کا نہ کیوں زمانہ ہو
جہاں میں مرجع انساں ہیں بس امام تقیؑ

تمھیں ہے خواہش آبِ حیات گر تو سنو!
امیر چشمۂ حیواں ہیں بس امام تقیؑ

کتابِ پاک کے عالم بھی ہیں معلّم بھی
یونہی محافظِ قرآں ہیں بس امام تقیؑ

ندیؔ بتا دو انھیں جو ہیں غاصبینِ حقوق
ہمارے مصدر احساں ہیں بس امام تقیؑ

مدحِ امامِ نقیؑ

زمانے کے سرور امامِ نقیؑ مثیلِ پیمبرؐ امامِ نقیؑ
وہ دینِ خدا ہو کہ قرآن ہو ہیں سب کے مقدر امام نقیؑ
وہ ہوں ابن شاذاں کہ عبدالعظیم ہیں ایسوں کے سر پر امام نقیؑ
جہاں سے دیوانے بھی دانا بنیں وہ ہیں بندہ پرور امام نقیؑ
بہت بندشیں تھیں مگر ذکر خیر تمہارا تھا گھر گھر امام نقیؑ
زمانے میں ہاں کشتیٔ دین کی تمہیں تو ہو لنگر امام نقیؑ
تمہارے قدم سے یہ کل سامرہ ہے کتنا منور امام نقیؑ
نبیؐ علم کے شہر لاریب ہیں ہو تم علم کے در امام نقیؑ
ڈرے جس سے ہیں مرحبانِ جہاں وہ ہے ابن حیدرؑ امام نقیؑ
کوئی صحن عالم میں مولا مرے نہیں تم سے بہتر امام نقیؑ
کوئی ان سا بن جائے ممکن نہیں ہیں عصمت کے پیکر امام نقیؑ
تمہیں پا کے اللہ کو پا لیا تمہیں چھوڑیں کیوں کر امام نقیؑ
ندیؔ چاہتی ہے تمہاری ثنا لکھے زندگی بھر امام نقیؑ

منقبتِ عسکریؑ

رسائی دیدہ ودل کی امامِ عسکریؑ تک ہے ہمارا رابطہ بس روشنی سے روشنی تک ہے
ولائے عسکری پر مرنے والے جی کے رہتے ہیں اسی مرجانے پر قربان خود سے زندگی تک ہے
رہِ نعمات ہی مذہب مرا ہے سچ میں کہتی ہوں تگ ودو اپنی اے مولا! تمہاری ہی گلی تک ہے
تواتر سے وہی ہیروں کی بوسہ گاہ بنتی ہے رسائی جس جبیں کی اُس گلی کی کنکری تک ہے

وہی اللہ والا ہے وہی احمدؐ کو پیارا ہے
کہ جس کا سلسلہ یارو! درِ آلِ نبیؐ تک ہے

وہی افراد معلومات کی دنیا میں جیتے ہیں
کہ جن کی آمد وشد علم کی بارہ دری تک ہے

محبّ عسکریؑ دعوے سے کہتی ہوں بہشتی ہے
وہی دعویٰ جو پہلے تھا وہی دعویٰ ابھی تک ہے

عطا خالق نے کی ہے طاقتِ ''کُن'' میرے مولا کو
عدو کی رفعتِ پرواز بس جادوگری تک ہے

دعا ہوتے ہی لو بغداد جل تھل ہوتا جاتا ہے
نظامِ ابتری سارے کا سارا اب تری تک ہے

جو کل بیکل تھے اب شاداب ہیں بارانِ رحمت سے
پہنچ ہر موج زندہ باد کی دریا دلی تک ہے

نَدَائے آلِ احمدؐ کو نِدائے آسمانی ہے
اثر مدحت کا تیری سن! دلِ ابنِ علیؑ تک ہے

تذکرۂ عسکریؑ

آرہی ہے یہ صدا ماضی کے زندانوں سے
کیا تقابل ہو اماموں کا جہانبانوں سے

رکھ کے سر پائے امامت پہ درندوں نے کہا
دشمنِ آل نبیؐ پست ہیں حیوانوں سے

پیروِ عسکریؑ بنو! کیسے ہو زندگی عبث
ان کی ولا اگر نہیں تب تو ہے واقعی عبث

مکر و حسد شعار ہیں کبر و ریا پسند ہیں
اِن صفتوں کی وجہ سے آج ہے مولوی عبث

الفتِ آلِ مصطفیؐ دولتِ دین و آخرت
اس کے بغیر ہو بھی تو ساری تونگری عبث

نام حسنؑ ہے آپ کا عسکریؑ آپ کا لقب
آپ امیر کائنات، آپ سے دشمنی عبث

قحط کی زد میں لوگ ہیں قحط کی زد میں دین ہے
دونوں جہاں میں کیوں کہیں آج ہے کھلبلی عبث

دستِ دعائے عسکریؑ بعد نماز کہہ اُٹھے
دین کو بے کلی عبث خشکی میں ابتری عبث

بج گیا ڈنکا دہر میں آل نبیؐ کے کام کا
اپنوں کی بھی نگاہ میں ہوگیا پادری عبث

سب نے زبان حال سے اتنی تو بات سن ہی لی
یہ ہیں برائے رہبری باقی کی رہبری عبث

در سے حسنؑ کے بٹتی ہیں دونوں جہاں کی دولتیں
در بدری کی زد میں ہے ہائے یہ آدمی عبث

جس میں نبیؐ وآلؑ کی مدح وثنا ہو اے ندیؔ
ہے وہی کام کی فقط باقی تو شاعری عبث

مدحت سلطان عصرؑ

ندیؔ الہندی

دیدہ و دل کی ہے خواہش کہ زیارت ہو جائے
زندگی موت بنے چاہے قیامت ہو جائے

اس لئے بھیجا ہے دریا سے عریضہ ان کو
تا کہ بہتے ہوئے آنسو کی وضاحت ہو جائے

بسوئے کعبہ پیمبروں کی نگاہِ عصمت جمی ہوئی ہے
نظامِ عالم بدل رہا ہے خوشی کی آندھی اٹھی ہوئی ہے

تمام سیارگانِ عالم ترے اشارے پہ گھومتے ہیں
مکین خضرا جہاں میں تیری جوانی سورج بنی ہوئی ہے

مدح امام زمانؑ

ظلم کی بستی مٹانے آئیں گے
شمعِ حق پھر سے جلانے آئیں گے

وہ بہارِ عدل بن کر ایک دن
سب کو سب کا حق دلانے آئیں گے

اپنے امام آئیں گے آج نہیں تو کل سہی
ظلم وستم مٹائیں گے آج نہیں تو کل سہی

حق کا علم اٹھائیں گے آج نہیں تو کل سہی
کفر کا سر جھکائیں گے آج نہیں تو کل سہی

تیغ بھی وہ چلائیں گے آج نہیں تو کل سہی
ظلم کا خوں بہائیں گے آج نہیں تو کل سہی

کعبہ میں مسکرائیں گے آج نہیں تو کل سہی
مکہ کو جگمگائیں گے آج نہیں تو کل سہی

آنکھیں تلک بچھائیں گے آج نہیں تو کل سہی
دل میں انہیں بسائیں گے آج نہیں تو کل سہی

قبضۂ اہل جور میں آج حجاز ہے تو ہو
سب کو وہی بھگائیں گے آج نہیں تو کل سہی

آج یہودیوں کا ہے ظلم بہت بڑھا ہوا
اس کو بھی وہ مٹائیں گے آج نہیں تو کل سہی

ظلمِ دہر آج ہے جس کو کہیں امیرِ کا
اس کو سزا سنائیں گے آج نہیں تو کل سہی

آج ہر ایک وقف ہے مالِ غنیمتِ جہاں
ان کو بھی وہ بچائیں گے آج نہیں تو کل سہی

کرب وبلا کا ایک دن بدلہ تو لیں گے وہ ضرور
آئیں گے وہ تو آئیں گے آج نہیں تو کل سہی

جامعہ غصب کر کے خوش کیوں ہیں ندیؔ جفا پرست
اس کو بھی وہ چھڑائیں گے آج نہیں تو کل سہی

ماہ خدائے جہاں

ندیؔ الہندی

مسرور مسلماں ہیں ماہِ رمضاں آیا
سب حق کے ثنا خواں ہیں ماہِ رمضاں آیا

سونا بھی عبادت ہے مہمانئ رازق میں
یہ رب ہی کے احساں ہیں ماہ رمضاں آیا

ماہِ توبہ ماہِ بخشش ماہِ احساں ہے یہی
ماہِ دیں ماہِ شریعت ماہِ ایماں ہے یہی

ماہ طاعت ماہ شفقت ماہ مہماں ہے یہی
ماہ قاری ماہ قرأت ماہ قرآں ہے یہی

بحر عصیاں میں غریبوں کو سفینہ بن گیا
افضلیت یہ کہ خالق کا مہینہ بن گیا

قرآن پڑھنا چاہئے

ندیؔ الہندی

خالقِ موت و حیاتِ آدمی کا ہے کلام
جینے والے اِس لئے قرآن پڑھنا چاہئے

اِس لئے بھی کیوں کہ فی الواقع ہے دستورِ حیات
زندگی کے واسطے قرآن پڑھنا چاہئے

آدمی کی زندگی

ندیؔ الہندی

کاش ہر انسان جیتا روشنی کی زندگی　　موت سے بدتر ہے کیونکہ تیرگی کی زندگی
جہل کیا ہے بس اندھیروں میں بھٹک جانے کا نام　　علم سے سورج بنی ہے آدمی کی زندگی

ایکتا کے نام پر

ندیؔ الہندی

بربریت ہوتی ہے مہر و وفا کے نام پر　　چھن گئی تہذیب تک عدل و عطا کے نام پر
ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہیں متحد نسلیں تمام　　تفرقہ معراج پر ہے ایکتا کے نام پر

درد و غم میں چارہ گر ہے کربلا

زندگی کی رہگذر ہے کربلا　　خود بھی سرگرمِ سفر ہے کربلا
جس کو پڑھ کر زندگی بہتر بنے　　وہ کتابِ معتبر ہے کربلا
آج بھی مظلومیت سے پوچھئے　　کس قدر نزدیک تر ہے کربلا
سچ یہ ہے بیچارگانِ دہر کی　　درد و غم میں چارہ گر ہے کربلا
ہے یہی تفصیل اب تک ذکر ہے　　گرچہ بے حد مختصر ہے کربلا
ساری دنیا اس کے ہے زیر اثر　　شاہؑ کے زیر اثر ہے کربلا
کل بھی معراجِ بشر تھی اے ندیؔ　　اب بھی معراجِ بشر ہے کربلا

جہادِ سبطِ پیغمبرؐ جواب اپنا نہیں رکھتا

وہ کیا ہے جو کسی سے انتساب اپنا نہیں رکھتا　　چمک کی چاہ ہے اور آفتاب اپنا نہیں رکھتا

برا ہو غیبت و بہتان کا انسان بیچارہ — عمل اچھے سے کرکے بھی ثواب اپنا نہیں رکھتا
چلا حُر سوئے سرورؑ اور عمل اس کا یہ کہتا تھا — وہ مردہ ہے سفر جو کامیاب اپنا نہیں رکھتا
کوئی چھ ماہ کا بچہ کوئی سو سال کا بوڑھا — جہادِ سبط پیغمبرؐ جواب اپنا نہیں رکھتا
ندی آ جاتی ہے باب علم سے ہوکر پیمبرؐ تک — وہ ہے بدبخت جو اِس طرح باب اپنا نہیں رکھتا

عزاداریٔ شبیرؑ

ایماں کی ہے پہچان عزاداریٔ شبیرؑ — ہے خلق پہ احسان عزاداریٔ شبیرؑ
لمحوں میں بنا دیتی ہے بے ہوشوں کو با ہوش — رکھتی ہے بہت جان عزاداریٔ شبیرؑ
دیتی ہے عزدار کو یہ دولت دارین — کیا خوب ہے سامان عزاداریٔ شبیرؑ
میں زندہ ہوں اس کے لئے، میں زندہ ہوں اس سے — ہے زیست کا سامان عزاداریٔ شبیرؑ
خود مٹ گئے اعدائے عزا، باقی عزا ہے — مٹ سکتی ہے نادان! عزاداریٔ شبیرؑ
شبیرؑ سے طوفانِ ستم ہار گیا ہے — ہے فتح کا اعلان عزاداریٔ شبیرؑ
خوش بخت کنیزؔ ہوں کہ مرے خانۂ دل میں — بچپن سے ہے مہمان عزاداریٔ شبیرؑ

تعزیہ داری

دلیل مہر و محبت ہے تعزیہ داری — وقار حق و صداقت ہے تعزیہ داری
ہے فرض اجرِ رسالت ہر اک مسلماں پر — جہاں میں اجرِ رسالت ہے تعزیہ داری
اگر ہے ظلم سے نفرت جہاں کو پھر بخدا — زمانے بھر کی ضرورت ہے تعزیہ داری
غمِ شہید میں روتے ہیں مرسلِ اعظم — مرے رسولؐ کی سنت ہے تعزیہ داری
ہجوم رنج و مصائب میں بھی برائے حیات — بشر کی ایک ضرورت ہے تعزیہ داری
مصیبتوں میں نہ روئے کوئی، کہاں ممکن — یہ جانو! داخلِ فطرت ہے تعزیہ داری

شہید ہوگئے انسانیت کی خاطر شاہ — شرافتِ بشریت ہے تعزیہ داری
بحکمِ آیۂ قربیٰ غمِ حسینؑ ہے فرض — رسولؐ پاک سے قربت ہے تعزیہ داری
علیؑ کے لال پہ رونے میں ہے بڑا ہی ثواب — علیؑ سے سچی عقیدت ہے تعزیہ داری
ندیؔ حیات ہی وقف عزائے سرورؑ ہے — ہماری خوبیٔ قسمت ہے تعزیہ داری

خواتینِ کربلا

اسلام کا وقار خواتینِ کربلا — شبیریت شعار خواتینِ کربلا
آئی ہیں کربلا میں بصد ہوش وانبساط — سرورؑ کی جاں نثار خواتینِ کربلا
مقتل میں بھیج دیتی ہیں مرنے کے واسطے — اولادِ ذی وقار خواتینِ کربلا
لاشوں پہ روبھی لیتی ہیں با ناز و افتخار — خوش فکر و پُر وقار خواتینِ کربلا
دیتی ہیں خُطبے حق کی حمایت کے واسطے — با طول و اختصار خواتینِ کربلا
اربابِ ظلم کے لئے رونا محال ہو — کرتی ہیں ایسے وار خواتینِ کربلا
ہے مطمئن شریعتِ احمدؐ اسی لئے — ہیں اس کی ذمّہ دار خواتینِ کربلا
سب کچھ لٹا رہی ہیں رہِ حق میں، جان کر — کیا ہے مآلِ کار خواتینِ کربلا
جاتی ہیں شام اوڑھے ہوئے وا مصیبتا — بس چادرِ غبار خواتینِ کربلا
بے شک ندیؔ! ہیں جرأت وایثار میں سبھی — عالم میں شاہکار خواتینِ کربلا

ہاتھ تلوار تک آپہنچا ہے

ندیؔ الہندی

تھرتھراتے ہوئے کہتے ہیں عدو — دیکھئے خوف سے سناٹا ہے
سنتے ہیں ضیغمِ شبیرؑ کا اب — ہاتھ تلوار تک آ پہنچا ہے

اک سلام

خوبتر ہے نام مولا آپ کا
کام ہے ہر ایک اچھا آپ کا

اک زمانہ کہہ رہا ہے جس کو حُر
وہ بھی ہے ادنیٰ سا بندا آپ کا

سجدہ ہائے دہر کرتے ہیں طواف
جس کا اب تک، ہے وہ سجدا آپ کا

خون کے پیاسے تھے کل اہل جفا
بچہ بچہ جب تھا پیاسا آپ کا

آپ ہی سے سیر پیاسے کل ہوئے
اب بھی ہے رحمت کا دریا آپ کا

دشمنوں کا نہر پر قبضہ تھا کل
آج عالم پر ہے قبضا آپ کا

پانی پانی عطر جس کے ذکر پر
ہو، وہی تو ہے پسینا آپ کا

تیرگی اب شام کی باقی نہیں
ہے زمانے میں اجالا آپ کا

بول سے بالا رکھا اسلام کو
اس لئے ہے بول بالا آپ کا

چلنے والوں کو پریشانی ہو کیوں
صاف ہے ستھرا ہے رستا آپ کا

سب کو کوثر تک تو پہنچائیں گے ہم
کہہ رہا ہے یہ سفینا آپ کا

بات مکے اور مدینے کی نہیں
عالم ہستی ہے سارا آپ کا

وہ تو مر کر بھی نہیں مرتا کبھی
جس نے اپنایا وطیرا آپ کا

بندگانِ زر سے ڈرتی ہی نہیں
ہے ندیؔ کو بس سہارا آپ کا

رباعی

ندیؔ الہندی

دنیا میں سعیدِ ازلی بن جاوٴ
غمخوارِ ولی ابنِ ولی بن جاوٴ

شبیرؑ کے مقصد کی حفاظت کر کے
انصارِ حسینؑ ابنِ علیؑ بن جاوٴ

سبھی بہشتِ بریں کے مسافروں کو سلام

سلام کربلا والوں کی رفعتوں کو سلام
سلام شاہِ شہیداں کے دوستوں کو سلام

جُڑے ہیں دامنِ عصمت سے شاہؑ کے اصحاب
زُہیر وابن مظاہر کی قربتوں کو سلام

ہزار بار بھی قربان ہوں تو غم ہی نہیں
انھیں عظیم مقدّس عقیدتوں کو سلام

قبورِ قاسمؑ و عباسؑ پر ہمیشہ درود
ہمیشہ اکبرؑ و اصغرؑ کے مرقدوں کو سلام

علیؑ کے لال پہ ٹوٹے مصیبتوں کے پہاڑ
بغیر پانی جو سوکھے تھے اُن لبوں کو سلام

نثار، عفتِ آلِ نبیؐ کے ہوں سو بار
سلام اسیروں کی پاکیزہ چادروں کو سلام

جو نام سنتے ہی شبیرؑ کا مچلتے ہیں
دلوں کا ایسے ہی جیتے ہوئے دلوں کو سلام

ہیں خوش نصیب جو کرب و بلا کے زائر ہیں
سبھی بہشتِ بریں کے مسافروں کو سلام

رہِ حسینؑ پہ چلتی رہوں گی حشر تلک
کنیزؔ زینبِ کبریٰ کی کوششوں کو سلام

سلام ؎

دل کو غمِ حسین کا خوگر بنا دیا
کمزور دل کو اپنے قوی تر بنا دیا

بندی کو لطفِ شہؑ نے سخنور بنا دیا
قطرے کو بحر، نقطے کو دفتر بنا دیا

یہ ماتمِ حسینؑ کا احسان دیکھئے
ویران گھر تھا خلد سے بہتر بنا دیا

سرورؑ نے حُر کے اشکِ ندامت کو پونچھ کر
قطرے کو اک نظر میں سمندر بنا دیا

دیکھو لطافتیں نگہِ لطفِ یار کی
کانٹے کو مسکرا کے گل تر بنا دیا

کٹ کر بھی سر تلاوتِ آیات ہی کرے
نیزے تلک کو شاہ نے منبر بنا دیا

بہتر حیات، موت سے ہے پر حسینؑ نے
لو زندگی سے موت کو بہتر بنا دیا

حبِّ علیؑ نے کتنی چمک دی ہے قلب کو
ذرہ کو آفتاب کا ہمسر بنا دیا

فطرت پہ حملہ کرنے بڑھے جب بھی سنگدل
اشکوں کا میں نے جلد ہی لشکر بنا دیا

سمجھو عزائے شاہؑ میں رونے کی عظمتیں
قدرت نے اشک بنتے ہی گوہر بنا دیا

تبلیغ ہورہی ہے دیار یزید میں
وحدت نے قیدیوں کو پیمبر بنا دیا

لکھنا ہے مرثیہ تجھے پیاسوں کا اے ندیؔ
اچھا کیا کہ آنکھوں کو ساغر بنا دیا

نوحۂ بازوئے شاہؑ

شبیرؑ کیوں نہ روئیں علمدارؑ مر گیا
تھا جو برادرِ شہِ ابرار مر گیا

خیموں میں آج شاہ کے کہرام ہے بپا
لگتا ہے جیسے سب کا مددگار مر گیا

ہاتھوں کو ہاتھ میں لئے کہتے ہیں شاہ دیں
ہے ہے ہمارا جعفرؑ طیّار مر گیا

زینب تڑپ رہی ہیں علم دیکھ دیکھ کر
تھا ہوؑ بہوؑ جو حیدرؑ کرار مر گیا

کس کے سہارے سیدِ والا جئیں گے اب
بھائی پہ تھا جو مرنے کو تیار مر گیا

کلثومؑ کیوں نہ کھائیں پچھاڑیں علم کے پاس
بہنوں کا ہائے مونس و غمخوار مر گیا

کھوتی ہے جان کہہ کے سکینہؑ بہ اشک و آہ
بابا کی طرح کرتا تھا جو پیار مر گیا

لاشِ جریؑ پہ روئے ندیؔ شاہ دیں بہت
کہہ کہہ کے ہائے میرا علمدارؑ مرگیا

غمِ اکبرؑ

ماں سے رخصت کو آتے ہیں اکبرؑ
آج سب کو رلاتے ہیں اکبرؑ

آئے شبیرؑ کے حضور میں جب
اذنِ میدان پاتے ہیں اکبرؑ

در خیمہ سے دیکھتے ہیں حسینؑ
کس قدر زخم کھاتے ہیں اکبرؑ

کھا کے نوکِ سناں کلیجے پر
دینِ حق کو بچاتے ہیں اکبرؑ

حفظِ اسلام کے لئے مر کر
ہم کو جینا سکھاتے ہیں اکبرؑ

دینِ اسلام کی حقیقت کو ذہن و دل میں بٹھاتے ہیں اکبرؑ
عمر کے آخری مراحل تک راہِ جنت دکھاتے ہیں اکبرؑ
حوصلے، عزم اور شجاعت کے کیسے جوہر دکھاتے ہیں اکبرؑ
خدمتِ فاطمہؑ وحیدرؑ میں سُرخُرو ہو کے جاتے ہیں اکبرؑ
روزِ محشر کا خوف کیوں ہے کنیزؔ تیری بخشش کو آتے ہیں اکبرؑ

نوحۂ بے شیرؑ

روتے ہیں شبیرؑ اصغرؑ مرگئے دل میں ہے اک تیر اصغرؑ مر گئے
میتِ اصغرؑ پہ کہتی ہے ربابؑ میری کیا تقدیر اصغرؑ مر گئے
بے زباں اور ایسا انداز کلام کرکے کیا تقریر اصغرؑ مر گئے
شاہؑ ہیں مظلوم، ظالم ہے یزید کرکے یہ تشہیر اصغرؑ مر گئے
کیا ہوا بے آب سب تھے یہ بھی تھے ہے غضب بے شیر اصغرؑ مر گئے
کون سمجھائے سکینہؑ کو ندیؔ روتی ہے ہمشیر اصغرؑ مر گئے

دیں کی کشتی بچا رہے ہیں حسینؑ

گھر سے مقتل کو جا رہے ہیں حسینؑ راہِ جنت بتا رہے ہیں حسینؑ
ڈوب کے اپنے خوں کے دریا میں دیں کی کشتی بچا رہے ہیں حسینؑ
دین اسلام کی بقا کے لئے اپنی دولت لٹا رہے ہیں حسینؑ
حق سے محروم بے نواؤں کی سوئی قسمت جگا رہے ہیں حسینؑ
باغ احمدؐ کی تازگی کے لئے خوں میں اپنے نہا رہے ہیں حسینؑ
آئے ہیں اذنِ جنگ کو اکبرؑ خوں کے آنسو بہا رہے ہیں حسینؑ

یہ قیامت کا وقت ہے یا رب
لاشِ اکبرؑ اٹھا رہے ہیں حسینؑ

ہے اندھیرا جہان میں ہر سو
ٹھوکریں بَن میں کھا رہے ہیں حسینؑ

اپنے اطفال کے سہارے سے
لاش خیمے میں لا رہے ہیں حسینؑ

غش پہ غش بیبیوں کو آتے ہیں
اور آنسو بہا رہے ہیں حسینؑ

آخری فدیہ ہیں علی اصغرؑ
لے کے میداں میں جا رہے ہیں حسینؑ

ظلم سے حُرملہ کے قتل ہوئے
قبرِ اصغرؑ بنا رہے ہیں حسینؑ

قتل جب ہو گئے سبھی انصارؑ
تنہا مقتل میں آ رہے ہیں حسینؑ

نرغۂ اہل ظلم و جور میں ہائے
زخم پر زخم کھا رہے ہیں حسینؑ

اپنے نانا سے جو کیا تھا کنیزؔ
وہی وعدہ نبھا رہے ہیں حسینؑ

نوحۂ شام غریباں

بے گور ہے سرورؑ کا لاشہ مقتل میں زینبؑ روتی ہے
ہے آج بلا کا سناّ ٹا مقتل میں زینبؑ روتی ہے

عباسؑ نہیں اکبرؑ بھی نہیں قاسمؑ بھی سدھارے خلد بریں
اب کون حرم کا ہے اپنا مقتل میں زینبؑ روتی ہے

پامال ہوا لاشہ شہہؑ کا بے گور و کفن اب تک ہے پڑا
سنتا نہیں کوئی بھی بپتا مقتل میں زینبؑ روتی ہے

جل کر ہوئے خیمے خاکستر اب جائے کہاں بنت حیدرؑ
دکھ کوئی نہیں سننے والا مقتل میں زینبؑ روتی ہے

ہر ایک کو کر کے یاد وہ اب ہر ایک کا ماتم کرتی ہے
ہر ایک کو دے دے کر کے صدا مقتل میں زینبؑ روتی ہے

بچوں کو سلا کر خاک پہ بس اب سب کی حفاظت کرتی ہے
پھر پھر کے طلایا بچوں کا مقتل میں زینبؑ روتی ہے

محروم ہیں قبروں سے کشتے پر سونے رہیں کیوں کر لاشے
ہاں کوئی تو ہو رونے والا مقتل میں زینبؑ روتی ہے

پانی پہ یہی تو ہے دھبّا بھائی مرا پیاسا مارا گیا
پڑھ پڑھ کے مسلسل یہ نوحہ مقتل میں زینبؑ روتی ہے

تاریک ندیؔ ہے کُل دنیا بے آس ہے جب بنت زہراؑ
ہے شام غریباں اور تنہا مقتل میں زینبؑ روتی ہے

جنۃ البقیع

(از کنیزؔ)

رکھتی تھی رونقیں ہی کبھی جنت البقیع
اُجڑی ہوئی ہے آج وہی جنت البقیع

سنسان قبر فاطمہؑ بنت رسولؐ ہے
جور وستم کے نرغے میں اب تک بتولؑ ہے

عالم ہے ہوُ کا مرقدِ ابنِ بتولؑ پر
بعد وفات ظلم یہ سبطِ رسولؐ پر

قبر علیؑ و باقرؑ و صادقؑ کا انہدام
جسمِ نبیؐ پہ سمجھو چلائے گئے سہام

اہل ولا کی قبروں کا ملتا نہیں پتا
ہے ہے غضب یہ ہشتم شوّال کو ہوا

رحمت خدا کی آل رسولؐ ودود پر
لعنت خدائے پاک کی آل سعود پر

جنت مٹانے والے تو جنت نہ پائیں گے
ان کا صلہ یہی ہے جہنم میں جائیں گے

تاریخ طبع گلکدہ

گلکدہ ہے یہ مناقب کا ندیؔ الھندی کہ بس
دیکھئے عرفان کامل اور وقار معرفت

عیسوی میں مصرعِ تاریخ پڑھیئے صاف صاف
گلشنِ اشعار زیبا ہے بہار معرفت

۵ ۰ ۰ ۲ ء

تاریخ ولادت مجدیؔ نقوی

اعنی فریسہ فاطمہ

شکر کردم بر عطائے خالقم
شاد ہستم، خوش حواس آمد بہ دہر

در مسیحی، خوان! این مصرع ندیؔ
دخترِ وحدت اساس آمد بہ دہر

۶ ۰ ۰ ۲ ء

در بستم ماہ مئی

نوٹ: اس تاریخ میں آمد میں الف کے ایک اور مد کے ایک عدد لئے گئے ہیں اس طرح ''آ'' کے دو عدد ہوئے

تاریخِ کلامِ زائرہؔ

فکر تاریخ اشاعت جب ہوئی
تب ندیؔ نے لکھ دیا بے اختیار
سبطِ پیغمبرؑ کے غم کا ہے یہ حال
نوحہ جات مرضیہ ہیں زار زار

۹ ۰ ۰ ۲ ء

تاریخِ ذکرِ احسنؔ

فکر و نظر کا اور ہے یہ فن کا تذکرہ
بلبل کا گل کا اور ہے گلشن کا تذکرہ
ازہار کی طرح سے ہیں اوراق میں گہر
یا جوہروں کا ذکر ہے، مخزن کا تذکرہ
جس پر لکھا، وہ قیمتی— لکھا جو، قیمتی
ہر ایک رخ سے جانئے ہے دھن کا تذکرہ
پہلے کے تینوں شعر ہیں تمہید کی طرح
تا کہ میں نظم کر سکوں اک سن کا تذکرہ
لکھو ندیؔ مسیحی میں تاریخ اس طرح
شہرہ ہوا جو اب چھپا احسنؔ کا تذکرہ

۰ ۱ ۰ ۲ ء

’’تاثیرِ عزا‘‘ کی تاریخ

ہے یہ اذکار و کلامِ شاعرات
زائرہؔ نے یہ کیا کارِ جلی
آج تک ایسی نہ آئی اک کتاب
اوّلیت اس کو حاصل ہوگئی
اے ندیؔ تاریخ لکھ دو اس طرح
چھپ گئی اب تو کتاب قیمتی

۲ ۳ ۴ ۱ ھ

جوابِ غزل ہے یہ میری غزل

میں تیری ہوں ہر لمحہ مرا تیرے لئے ہے
جو کچھ بھی ہے اپنا بخدا تیرے لئے ہے

پیماں شکنی سے مجھے حد درجہ ہے نفرت
تا زیست مرا عہدِ وفا تیرے لئے ہے

جس رستے پہ سرگرمِ سفر ہوگئی ہستی
سچ میں وہ رہ و رسم وفا تیرے لئے ہے

کچھ عرصے سے رہتی ہوں ترے خانۂ دل میں
کس درجہ یہ آسان پتہ تیرے لئے ہے

اپنے کو بھلا بیٹھی ہوں اوقاتِ دعا میں
ہر وقت مرا دستِ دعا تیرے لئے ہے

الفت کی عدالت سے یہ ہے فیصلۂ دل
جتنا بھی ہے یہ جنس وفا تیرے لئے ہے

کیوں آتے ہیں ہر روز رسالے پہ رسالے
جب طے ہے یہ قیدئ وِلا تیرے لئے ہے

گوش دل بیتاب سے سن دل کی صدا کو
پھر آج ندیؔ نغمہ سرا تیرے لئے ہے

خطِ منظوم کے جواب میں خط

ہمسرِ ذی حشم سلام علیک
محرمِ محترم سلام علیک

خطِ منظوم مل گیا مجھ کو
سارا مفہوم مل گیا مجھ کو

جب سے ایران ہم سب آئے ہیں
آپ ہر روز یاد آتے ہیں

بیٹی ہر وقت یاد کرتی ہے
دم وہ بس آپ ہی کا بھرتی ہے

ہند چلئے یہی وظیفہ ہے
آپ کا ہر گھڑی قصیدہ ہے

ہاں مگر خوش بھی کافی رہتی ہے
گھومنے کو بہت ہی کہتی ہے

کیوں نہ خوش ہو یہاں کے جینے میں
خوب گھومی ہے دو مہینے میں

یعنی بس بعد اک مہینے کے
قم سے ہم سب چلے کرج کے لئے

اور وہاں چار دن قیام کیا
میزبانوں نے اہتمام کیا

اپنے ہاتھوں سے خود فریسہ نے
باغ سے میوے توڑ کر کھائے

پارک میں کھیلنا وہ صبح و شام
اور درختوں کے سائے میں آرام

دیدۂ و دل تو بیٹی کے خوش تھے
اہلِ خانہ امیری کے خوش تھے

بعد ازاں ہم چلے ہیں مشہد کو
یعنی مولا رضاؑ کے مرقد کو

یہ ہیں خوش بختیاں بصارت کی
چشمِ حق بیں نے پھر زیارت کی

مشکلیں جانے کس کی راہ میں ہیں
ہم تو آقاؑ کی بارگاہ میں ہیں

با نصیب اپنی با ادب بیٹی
زائرہ ہو گئی ہے اب بیٹی

روزِ عرفہ کو ادعیہ خوانی
روضۂ شاہؑ پر تو تھی جاری

ناگہاں دیکھا میری بیٹی کا
جسم سارے کا سارا جلنے لگا

تپ سے جب وہ نڈھال ہونے لگی
میں بھی پھر پُرملال ہونے لگی

ایسے میں اس نے یہ کہا خود تب
میں دعا کرتی ہوں امامؑ سے اب

دیکھنا اُمّی! کیسا کردیں گے
مولاؑ خود مجھ کو اچھا کردیں گے

ابھی کچھ لمحے بھی نہ گزرے تھے
بیٹی آزاد ہوگئی تپ سے

تذکرہ کیا ہو ایک رحمت کا
سلسلہ ان کی ہے عنایت کا

تین دن بعد واں سے چل ہی پڑے
اور تہران شہر آ پہنچے

خوشنما خوش مآل ہے یہ شہر
آپ اپنی مثال ہے یہ شہر

قبرِ عبد کریم تک بھی گئے
شاہ عبدالعظیمؒ تک بھی گئے

فاتحہ خوانی کو مری دختر
آگئی مرقد خمینیؒ پر

رافت و مرحمت کا مرکز ہے
ایک روحانیت کا مرکز ہے

یوں ہی جاری تھا سلسلہ اپنا
اک سفر نیشاپور کا بھی ہوا

نقش پائے رضاؑ کو بھی دیکھا
خضرِ منزل ہے بہرِ اہلِ ولا

مسجدِ جمکران دیکھ آئے فرش پر آسمان دیکھ آئے
جیسے نورانیت کے پہرے ہیں صرف روحانیت کے پہرے ہیں
چترِ رحمت کے سر پہ تھے سائے آخرِ کار قُم کو پھر آئے
گھر میں تنظیم کے قیام ہے اب ناشتہ ہے کبھی طعام ہے اب
گرچہ گُل چین ہے فریسہ کو یاد کرتی ہے پھر بھی بابا کو
بی بی معصومہ کے بھی مرقد پر روز جاتی ہے اپنی یہ دختر
اخ و خواہر کے واسطے سے سدا مانگتی ہے خدا سے صبح و مسا
جامعے جتنے ہیں وہ دیکھ آئی اور بنت الہدیٰ تلک بھی گئی
یعنی وہ علمی راہ دیکھ آئی ماں کی تعلیم گاہ دیکھ آئی
بیٹی کا کیجئے سلام قبول آگے لکھنا ندیؔ کا ہوگا فضول

قطعۂ تاریخ است از قلمِ شاعرہ

این بیاض از نورہا معمور شد
صفحۂ ہر منقبت چوں طور شد
گو! ندیؔ در عیسوی از اہل دل
بیں! کتابِ شمع رو منشور شد

۱ ۱ ۰ ۲ ء

مطبوعات نور ہدایت فاؤنڈیشن

امامباڑہ غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک، لکھنؤ۔ ۳
فون: 0522-2252230 – 0522-4062731
موبائل: 09335276180 – 09335996808
e-mail: noorehidayat@yahoo.com — noorehidayat@gmail.com
website: www.noorehidayatfoundation.com

۔۱ امام زین العابدین کی زندگی — ولی امر مسلمین آیۃ اللہ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی (۲۵ر ستمبر ۲۰۰۳ء) 40/-

۔۲ تصور مہدی — آیۃ اللہ شہید سید باقر الصدر علیہ الرحمہ (۳۰ر ستمبر ۲۰۰۳ء) 25/-

۔۳ نشان راہ (ہندی) خطیب انقلاب مولانا سید حسن ظفر نقوی، کراچی، پاکستان (جون ۲۰۰۵ء) 45/-

۔۴ گلکدۂ مناقب مجموعہ کلام فاخرؔ، ذاخرؔ، فاطرؔ، کاملؔ (جولائی ۲۰۰۵ء)

۔۵ علمدار کربلا (ہندی) صحافی شکیل حسن شمسی (اگست ۲۰۰۵ء) 40/-

۔۶ ہندوستان میں شیعیت کی تاریخ — علامہ سید محمد باقر شمسؔ (نومبر ۲۰۰۶ء) 30/-

۔۷ انسان اعظم آیۃ اللہ سید احمد نقوی (دسمبر ۲۰۰۶ء) 100/-

۔۸ امیر مختار خطیب انقلاب مولانا سید حسن ظفر نقوی، کراچی، پاکستان (جنوری ۲۰۰۷ء) 120/-

۔۹ شیعہ۔سنی سمجھوتہ ادارۂ نور ہدایت فاؤنڈیشن (جون ۲۰۰۷ء) 5/-

۔۱۰ محکم آیات ڈاکٹر رضا حسین رمزؔ لکھنؤ (نومبر ۲۰۰۷ء) 30/-

۔۱۱ الصحیفۃ الساجدین مرتبۂ پرنس سرتاج مرزا صاحب (فروری ۲۰۰۸ء)

۔۱۲ صہیونی دہشت گردی — صحافی شکیل حسن شمسی (۲۶ ستمبر ۲۰۰۸ء) 50/-

۔۱۳ اسرائیل کا آتنک واد (ہندی) — صحافی شکیل حسن شمسی (۲۶ ستمبر ۲۰۰۸ء) 50/-

۔۱۴ امام حسینؑ کا سندیش مانوتا کے نام (ہندی) آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقوی نقوی — (۱۰ر جنوری ۲۰۰۹ء)

۔۱۵ اسلامی عقیدے (ہندی) آیۃ اللہ سید مجتبیٰ موسوی لاری مدظلہ العالی (۲۶ جنوری ۲۰۰۹ء) 150/-

۔۱۶ کلام زائرہ مجموعۂ کلام مرضیہ شمسی زائرہؔ (جنوری ۲۰۰۹ء)

۱۷۔ آسِ مجموعۂ کلام تنویر نقوی تنویرؔ نگروری (۱۰ر مئی ۲۰۰۹ء) 125/-

۱۸۔ دُر نایاب یاور حسین رضوی یاورؔ بہرائچی (۱۶ر ستمبر ۲۰۰۹ء) 10/-

۱۹۔ صراط سکون ڈاکٹر رضا حسین رمزؔ لکھنؤ (ستمبر ۲۰۰۹ء) 150/-

۲۰۔ دعائے کمیل — ترجمہ مولانا شیخ محسن علی نجفی (اکتوبر ۲۰۰۹ء)

۲۱۔ انوار معصومین — ڈاکٹر نور النساء صاحبہ (نومبر ۲۰۰۹ء) 325/-

۲۲۔ نور نعمت — ڈاکٹر نور النساء صاحبہ (جنوری ۲۰۱۰ء) 100/-

۲۳۔ تاثیر عزا — محترمہ مرضیہ شمسی زائرہؔ صاحبہ (جنوری ۲۰۱۱ء) 10/-

۲۴۔ کونین کی دولت بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی و تنظیم زہرا نقوی کنیز اکبر پوری (اپریل ۲۰۱۱ء) 20/-

تذکرے

۱۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ اول مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۲ء مطابق ۱۴۲۳ھ 30/-

۲۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ دوم مطبوعہ فروری ۲۰۰۳ء مطابق محرم ۱۴۲۴ھ 30/-

۳۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ سوم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۴ء مطابق شوال ۱۴۲۵ھ 30/-

۴۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ چہارم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۵ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ 30/-

۵۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ پنجم مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۶ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ 30/-

۶۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ ششم مطبوعہ نومبر ۲۰۰۷ء مطابق ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ 30/-

۷۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ ہفتم مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۸ء مطابق شوال ۱۴۲۹ھ 30/-

۸۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ ہشتم مطبوعہ اکتوبر ۲۰۰۹ء مطابق شوال ۱۴۳۰ھ 30/-

۹۔ تذکرۂ علماء و فقہاء خاندان اجتہاد حصہ نہم مطبوعہ نومبر ۲۰۱۰ء مطابق ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ 30/-

نوٹ: اپریل ۲۰۱۱ء تک ۷۵ شمارے ماہنامہ ''شعاع عمل'' (ہندی-اردو) کے شائع ہو چکے ہیں